قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 7/ نومبر 2022ء | 11/ ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 7 نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:242

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک وہ کسی شخص سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے کرے اور اس کو آگ میں ڈالا جانا اچھا لگے لیکن ایمان کے بعد کفر میں جانا اسے پسند نہ ہو اور جب تک اللہ اور اس کے رسول سے اسے دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الادب بَابُ الۡحُبِّ فِی اللّٰہِ)

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ باب فی الایمان حدیث نمبر:65)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

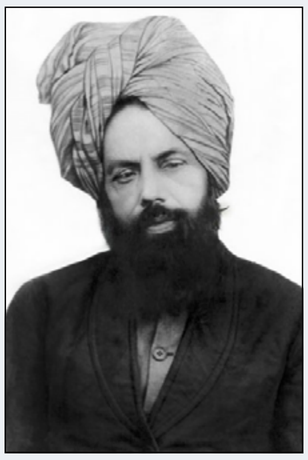

- ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے اور پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے اور پھر اپنا مال بطور زکوٰۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں اور پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر پھل لانے کے وقت ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209 حاشیہ)

- خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

- ظاہر ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہیئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگہ میں بُت ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ توریت میں اس باریک بُت پرستی کی تصریح نہیں ہے مگر قرآن شریف ان تصریحات سے بھرا پڑا ہے۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

ارشاد باری تعالیٰ

یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُسَارِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۱۵﴾

(آل عمران: 115)

ترجمہ: وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یومِ آخر پر اور اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی ہیں وہ جو صالحین میں سے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بتایا کہ ایمان کی حالت اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی پہچان نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بھاری مرحلہ جو ہم نے طے کرنا ہے وہ خدا شناسی ہے۔ اس کو پہچاننا ہے اور اگر ہماری خدا شناسی ہی ناقص اور مشتبہ اور دھندلی ہے تو ہمارا ایمان ہرگز منور اور چمکیلا نہیں ہوسکتا اور خدا شناسی کس طرح ہو گی؟ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے جلوے سے ہو گی۔ خدا کی پہچان اللہ تعالیٰ کی جو صفت رحیمیت کی ہے اس کے ظاہر ہونے سے ہوتی ہے۔ ایسا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے سے ہو گی جس میں خدا تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات ہمارے تجربے میں آئیں گی اور یہ باتیں اس وقت تجربے میں آ سکتی ہیں جب خدا کی عبادت اور اس سے تعلق کا غیر معمولی اظہار ہو رہا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت اور فضل اور قدرت کی صفات جب تجربے میں آتی ہیں تو پھر وہ نفسانی جذبات سے چھڑاتی ہیں اور نفسانی جذبات کمزوری ایمان اور کمزوری یقین کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایمان کمزور نہ ہو، اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو تو نفسانی جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کی آسائشیں، اس کی املاک، اس کی دولتیں جس قدر انسان کو پیاری ہیں اتنی اخروی زندگی کی نعمتیں اسے پیاری نہیں۔

کہنے کو تو انسان کہتا ہے کہ مجھے آخری زندگی کی نعمتیں پیاری ہیں۔ کیونکہ اگر اخروی زندگی کی نعمتیں بھی اتنی ہی پیاری ہوتیں تو پھر ان کو حاصل کرنے کے لئے بھی اتنی ہی کوشش ہوتی جتنی ان دنیاوی چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہوتی۔ پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحیمیت اور وعدوں پر حقیقی ایمان نہیں ہے اور اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 2 جون 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- شان اسلام (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ امریکہ 2022ء
- آخری گھر اللہ کا گھر

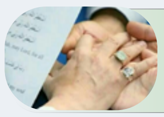

دربارِ خلافت

واقفاتِ نو امریکہ کی آن لائن ملاقات منعقدہ 3/جون 2022ء

اسلام متوازن مذہب ہے۔ اگر صحت مند ہوں گی تو آپ اپنا کام احسن رنگ میں کرسکیں گی

سوال: ہم اپنی زندگی میں اعتدال کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور شدت پسند بنے بغیر کس طرح ثابت قدم رہنا سیکھ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام متوازن مذہب ہے۔ اگر آپ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو آپ ہمیشہ اعتدال پسند ہوں گے۔ اسلام میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جو آپ کو شدت پسندی کی طرف لے کر جائے۔ اسلام کہتا ہے کہ آپ نے دو حقوق ادا کرنے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا اور دوسرا لوگوں کا حق ہے۔ یہ دو ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے ادا کرنی ہیں۔ اگر آپ حقوق اللہ ادا کر رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے سامنے جھکو، روزانہ پانچ نمازیں ادا کرو اور اگر ممکن ہو تو آپ نفل بھی پڑھ سکتے ہیں۔ صرف اور صرف ایک قادر مطلق خدا پر ایمان لاؤ۔ اس بات پر ایمان لاؤ کہ محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں اور رمضان کے مہینے میں 29 یا 30 روزے رکھو۔ یہ آپ کے فرائض ہیں اور یہ حقوق اللہ ہیں۔ پھر مختلف اوقات میں اگر آپ کے لیے حقوق اللہ ادا کرنا ممکن نہ ہو اور آپ حقوق اللہ مکمل طور پر ادا نہ کرسکیں، یعنی عبادت کرنا، روزانہ پانچ فرض نمازیں ادا کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ بیمار ہیں تو آپ نماز بیٹھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں۔ اگر آپ کی ایسی حالت ہو کہ بستر سے اُٹھ بھی نہ سکیں مگر آپ کا دماغ صحیح ہو تو آپ بستر پر لیٹے لیٹے نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اگر آپ رمضان کے مہینے میں بیماری یا کسی اور وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتیں تو بعد میں جب حالات اجازت دیں تو رکھ سکتی ہیں۔ پھر حقوق العباد ہیں۔ رنگ و نسل کے امتیاز کے بغیر ہمیشہ لوگوں کے لیے مہربان اور مددگار رہیں۔ ان کے لیے دعا کریں۔ اگر انہیں آپ کی مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کریں۔ اگر آپ یہ حقوق ادا کر رہی ہیں تو میرا نہیں خیال کہ شدت پسندی کا شائبہ بھی آپ کے ذہن میں آئے۔

سوال: میرا سوال یہ کہ ہوسکتا ہے امریکہ کی سپریم کورٹ عورتوں کو ہر قسم کی صورت حال میں اسقاط حمل سے روک دے۔ کیا اسلام زنا بالجبر اور ماں اور بچے کی صحت کو نقصان کی وجہ سے اسقاط حمل کی اجازت دیتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل امریکہ میں یہ اہم مسئلہ چل رہا ہے؟ اسلام کہتا ہے کہ بچوں کو اس ڈر کی وجہ سے کہ ان کی نگہداشت کیسے ہو گی، یا مالی تنگی کی وجہ سے، انہیں قتل نہ کیا جائے۔ یہ واحد بات ہے جس میں اسلام اسقاط حمل سے منع کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کہتا ہے کہ اگر عورت کی صحت اچھی نہیں تو اسقاط حمل کیا جاسکتا ہے۔ اگر بچہ مناسب طور پر نہ بن رہا ہو تو حمل کے آگے کے مرحلے میں بھی اسقاط کیا جاسکتا ہے۔ ریپ کی صورت میں بھی اگر خاتون یہ محسوس کرے کہ وہ معاشرے کے ردعمل کی وجہ سے ہونے والے بچے کی پرورش کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ یعنی اگر یہ خیال ہو کہ معاشرہ زندگی کے ہر موڑ پر خاتون پر انگلیاں اٹھاتا رہے گا اور بچے کی ولادت کے بعد بھی بچے کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو ماں حمل ساقط کرنے کا فیصلہ کرسکتی ہے۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس خدشے سے کہ ماں بچے کی پرورش کیسے کرے گی؟ اس بنیاد پر حمل ساقط کرانا جائز نہیں۔ یہ بنیادی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارا رازق ہوں۔ میں ہی تمہیں کھانا مہیا کرتا ہوں اور میں ہی رزق دینے والا ہوں۔

سوال: پیارے حضور روزانہ کون سے ایسے کام کرتے ہیں جن سے آپ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں ماضی میں ورزش کرتا تھا لیکن اب نہیں کرتا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں اپنی صحت کا خیال رکھنے کے لیے یا اپنی صحت کی بہتری کے لیے کوئی بھی احتیاطی تدابیر لیتا ہوں۔ صبح سے شام تک کام ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے ورزش یا کوئی اور کام کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ لیکن آپ تو کم از کم جوان ہیں۔ اس لیے آپ کو اپنی صحت کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ یہ آپ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور آپ کو پوری دنیا کی اصلاح کا کام سونپا گیا ہے۔ اگر آپ صحت یاب ہوں گی، پھر ہی آپ اپنا کام احسن رنگ میں کرسکیں گی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 19/ جولائی 2022ء)

شانِ اسلام

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر اِن سِیَہ دِلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ اُن میں ہرزہ درا یہی ہے

آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
کیا جون اِن کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کِس کِس کا نام لیویں ہر سُو وَبا یہی ہے

لیکھو کی بدزبانی کارَدْ ہوئی تھی اُس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

درثمین صفحہ 79-80

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4/ نومبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اِمسال تحریک جدید کے مالی نظام میں 16 اعشاریہ 4 ملین پاؤنڈز کی مالی قربانی جماعت نے پیش کی الحمدللہ! دنیا کے تیزی سے بگڑتے ہوئے اقتصادی حالات کے باوجود یہ وصولی گزشتہ سال کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اعشاریہ ایک ملین پاؤنڈز زیادہ ہے۔ پہلے کی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس سال بھی جماعت جرمنی دنیا بھر کی جماعتوں میں اوّل نمبر پر ہے، پاکستان نے بھی قربانی کے لحاظ سے بہت قربانی کی ہے لیکن اقتصادی حالات وہاں خراب ہیں، جو پیسے کی ویلیو گری ہے اُس کی وجہ سے وہ نیچے گئے ہیں، باقی قربانی کے لحاظ سے تو وہ آگے ہی بڑھے ہیں۔۔۔شاملین کی کُل تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 15لاکھ 94ہزار ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! آج نومبر کا پہلا جمعہ ہے اور حسب طریق اِس میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور گزشتہ سال میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کی بارش برسائی اُس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہی یاد رکھنی چاہئے

ہر کام کو چلانے اور اُس کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مال کی ضرورت ہوتی ہے، اِس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! ہر نبی نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مال کی تحریک کی۔قرآن کریم میں بھی مختلف زاویوں اور پیرائے میں مؤمنوں کو مال کی قربانی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کس طرح اور کس قدر نوازتا ہے

اِس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت 262 پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ اُن لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہے، ہر بالی میں سو دَانے ہوں اور اللہ چاہے اِس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطاء کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ پس یہ ہے مثال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے مؤمنوں کی کہ وہ اُن لوگوں کو جو خالص ہو کر اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، وہ اُن کے قرض نہیں رکھتا بلکہ اُنہیں اِس دنیا اور آخرت میں بھی نوازتا ہے۔

اِس زمانہ میں اشاعت دین کی ذمہ داری

اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے دین کی اشاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا ہے اور آپؑ کے ماننے والوں کے ذمہ بھی یہ بھی ذمہ داری لگائی ہے کہ اشاعت دین کے لئے اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے، دنیا کو خدائے واحد کے حضور جھکانے کے لئے اپنا فرض اداء کریں اور اگر وہ خالص ہو کر ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے وارث ٹھہریں گے۔

ایک حقیقی مؤمن کا نقشہ

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا! نماز، روزہ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اُس کے راستہ میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے یعنی تم جو مالی قربانیاں کرتے ہو اُن کے ساتھ یہ چیزیں بھی ضروری ہیں۔ پس اِس حدیث میں ایک حقیقی مؤمن کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ ایک مؤمن کو صرف یہ ہی نہیں سمجھنا چاہئے کہ صرف مالی قربانی کر کے پھر اللہ تعالیٰ کو کہے کہ مَیں نے تو اتنی مالی قربانی کی اور اپنے فرمان کے مطابق مجھے سات سو گنا بڑھا کر دے۔نہیں! بلکہ اِس کے ساتھ اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے ہوں گے، اپنے نفس کی حالت کو بھی بہتر کرنا ہو گا، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانوں کو بھی تَر رکھنا ہو گا، لغویات سے پرہیز کرنا ہو گا اور خالص ہو کر صرف اور صرف اُس کی رضا کی خاطر مالی قربانی بھی کرنی ہو گی پھر اللہ تعالیٰ اِس طرح نوازتا ہے کہ بعض دفعہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔پس مالی قربانی کرنے والوں کو اپنی روحانی حالتوں کی طرف بھی نظر رکھنے کی بہت ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے حقیقی وارث ٹھہریں گے۔

آج دینی اغراض کی تکمیل کے لئے

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے غلام صادق کو بھیجا اور آپؑ کے ذریعہ آج دنیا میں تبلیغ اسلام اور خدمت انسانیت کا کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہر سال کئی ملین پاؤنڈز اشاعت لٹریچر، مساجد و مشن ہاؤسز کی تعمیر اور دوسرے منصوبوں پر خرچ کرتی ہے۔ یورپ اور ترقی یافتہ ممالک کی اکثر رقم (اپنے ملکوں کے اخراجات کے علاوہ) افریقہ، بھارت اور دوسرے غریب ملکوں میں خرچ ہوتی ہے اور جتنی وسعت اب کاموں میں ہو چکی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ باوجود معاشی حالات کے خراب ہونے کے افراد جماعت قربانیوں میں بڑھتے ہوئے اِن اخراجات کو بھی پورا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آج بھی اِن کو اپنے سلوک کے نظارے بھی دکھاتا ہے۔

قربانی کرنے والے مخلصین سے اللہ تعالیٰ کا سلوک

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے دنیا بھر کے مخلصین کی تحریک جدید کے مالی جہاد میں پیش کی گئی قربانی کے تناظر میں متفرق ایمان افروز واقعات نیز اُن پر نازل ہونے والے انعامات اور افضال الٰہی کا تذکرہ فرمایا جن سے پتا چلتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اِن قربانی کرنے والوں سے سلوک فرماتا اور کس جذبہ کے ساتھ مخلصین بھی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

نومبائعین میں بھی مالی قربانی کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو رہی ہے

اِس لئے کہ اُن کو اِس مالی قربانی کی روح کی سمجھ آ گئی ہے، گیمبیا کے امیر صاحب نے لکھا: ایک گاؤں جہاں تمام افراد نومبائعین ہیں وہاں بحوالہ تحریک جدید تحریک کی گئی۔ ایک ستاون سالہ بوڑھی عورت نے 200 ڈلاسی (مقامی کرنسی) نکال کر چندہ میں اداء کر دیا۔وہ کہنے لگیں کہ یہ واحد راستہ ہے جس سے کوئی بھی سچے اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلا سکتا ہے جیسا کہ حضور اکرمؐ کے زمانہ میں ہوا کرتا تھا، یہ آخری رقم تھی جو اُس نے اپنے خاندان کے لئے کھانا خریدنے کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں، اِن کا بیٹا سوئٹزرلینڈ میں ہے بتایا کہ اُس نے 12 ہزار 200 ڈلاسی بھیجے ہیں۔ اِس خاتون نے مجمع میں روتے ہوئے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہم پر فضل کیا ہے، اب مَیں اور زیادہ چندہ اداء کروں گی۔ لوگ بھی حیران تھے وہاں موجود، چھ ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا تھا بیٹا رابطہ نہیں کر رہا تھا اور ماں کو پوچھ نہیں رہا تھا اور ماں کا بُرا حال تھا مالی لحاظ سے لیکن اُسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان پیدا فرمایا کہ فون آیا اور ساتھ ہی رقم آئی۔ اِس پر باقی لوگوں پر اثر ہوا کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے اور سب نے یہ عہد کیا کہ ہم مَرتے دَم تک احمدی رہیں گے۔

تحریک جدید کے نواسیویں سال کا اعلان

متفرق ایمان افروز واقعات بیان کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! اب مَیں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان بھی کرتا ہوں، اٹھاسیواں سال اختتام پذیر ہوا 31/ اکتوبر (2022ء) کو اور نواسیواں سال اب شروع ہوا ہے یکم نومبر (2022ء) سے۔ اِمسال تحریک جدید کے مالی نظام میں 16 اعشاریہ 4 ملین پاؤنڈز کی مالی قربانی جماعت نے پیش کی الحمدللہ! دنیا کے تیزی سے بگڑتے ہوئے اقتصادی حالات کے باوجود یہ وصولی گزشتہ سال کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اعشاریہ ایک ملین پاؤنڈز زیادہ ہے۔ پہلے کی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس سال بھی جماعت جرمنی دنیا بھر کی جماعتوں میں اوّل نمبر پر ہے۔ پاکستان نے بھی قربانی کے لحاظ سے بہت قربانی کی ہے لیکن اقتصادی حالات وہاں خراب ہیں، جو پیسے کی ویلیو گری ہے اُس کی وجہ سے وہ نیچے گئے ہیں، باقی قربانی کے لحاظ سے تو وہ آگے ہی بڑھے ہیں۔ کارکردگی کے لحاظ سے دوسری قابل ذکر جماعتیں ہالینڈ، فرانس، سویڈن، جارجیا، ناروے، بیلجیئم، برما، ملائیشیاء، نیوزی لینڈ، بنگلہ دیش، کریباتی، قزاقستان، تاتارستان، فلپائن، اِٹلی اور مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہیں۔افریقی ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں پوزیشن گھانا کی ہے، پھر ماریشس، نائیجیریا، برکینافاسو، تنزانیہ، گیمبیا، لائبیریا، یوگینڈا، سیرالیون اور پھر بینن کا نمبر ہے۔فی کَس ادائیگی کے اعتبار سے امریکہ، برطانیہ اور آسٹریلیا کا نمبر ہے۔شاملین کی کُل تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 15لاکھ 94ہزار ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ سب مالی قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہاء برکت عطا فرمائے۔

اعلان برائے رسمی افتتاح ویب سائیٹ history.ahmadiyya.uk

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! یوکے جماعت نے اپنی تاریخ احمدیت کے بارہ میں ایک نئی ویب سائیٹ بھی شروع کی ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مغرب میں تکمیل اشاعت ہدایت کی کاوشوں پر تحقیقاتی مضامین کو شائع کیا گیا ہے۔ تاریخ یوکے کا آغاز تو 1913ء سے سمجھا جاتا ہے جب چودھری فتح محمد صاحب سیّالؓ یہاں آئے تھے جبکہ آپؑ کا پیغام یوکے اور یورپ کے دوسرے ممالک میں آپؑ کے دعویٰ مجددیت کے ساتھ ہی پہنچ گیا تھا۔ اِس ویب سائیٹ پر آپؑ کے دَورمبارک پر ایک ٹائم لائن تیار کی گئی ہے جس میں مغرب میں پیغام حق پر مبنی حقائق کو بیان کیا گیا ہے نیز (Pioneer Missionaries) کے نام سے ایک اور ٹائم لائن تیار کی گئی ہے جس میں اوّلین مبلغین سلسلہ صحابہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ شامل ہیں، اُن کا تعارف اور یوکے میں خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِسی طرح تاریخ پر مبنی مزید تحقیقی مضامین شائع کئے گئے جو نوجوان نسل پر اِس بات کو واضح کریں گے کہ اِن اور اِن کے آباء کا اِن ممالک میں آنے کا اصل مقصد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ ہمارے اگلوں، اپنوں اور غیروں کے لئے بھی فائدہ مند ہو۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ، یو ایس اے

”میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔“ (حضرت مسیح موعودؑ)

سب سے بڑا احسان جو اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے

جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو کیا واقعی اللہ تعالیٰ ہمیں سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے؟ اس کی رضا حاصل کرنا ہمارا مقصود ہے؟ واقعی ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کامل اطاعت کر رہے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کے لیے اپنی روحانی و اخلاقی حالتوں میں بہتری پیدا کرنے کی تلقین

دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے دعائیں کرنے کی تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ بڑا احسان ہے، جماعتِ احمدیہ پر بڑا احسان ہے، یہاں اس ملک میں آنے والے لوگوں پر بڑا احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس ترقی یافتہ ملک میں آنے کی توفیق عطا فرمائی اور خاص طور پر گزشتہ چند سالوں میں پاکستان سے بہت سے احمدی یہاں آئے ہیں اور اب بھی آ رہے ہیں۔ جو پاکستان سے اس لیے ہجرت کر کے آئے کہ وہاں احمدیوں کے حالات سخت سے سخت تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اس وجہ سے وہاں رہنا مشکل ہو گیا تھا اور اس لحاظ سے احمدیوں کو ان حکومتوں کا شکر گزار ہونا چاہیے جنہوں نے بہت سے مظلوم احمدیوں کو یہاں رہنے کی جگہ دی لیکن

سب سے بڑا احسان جو اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

پس اس کے لیے ہم خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے اور

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں

اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے بنیں گے کیونکہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ راہنما ہیں جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی حقیقی تعلیم پر ہمیں چلایا ہے۔

پس اس بات کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ

اب حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی مل سکتی ہے

کیونکہ آپ علیہ السلام ہی وہ شخص ہیں جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم و معارف عطا فرمائے ہیں اور اسلام کا حقیقی علم عطا فرمایا ہے۔ آپ ہی وہ شخص ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عاشق ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سنت کے مطابق اپنی جماعت کی تربیت کرنا چاہتے ہیں۔ پس ہمیں حقیقی مسلمان بننے کے لیے اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہو گا اور آپ علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہو گا۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہو گا۔ آپ علیہ السلام کی بعثت پر ایمان و یقین کامل کرنا ہو گا۔ آپ کو حَکم و عدل ماننا ہو گا۔ اس یقین پر قائم ہونا ہو گا کہ اب آپؑ کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر ہی انسان اسلام کی حقیقی تعلیم پر چل سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پر کامل یقین اور ایمان پر قائم ہونے کی نصیحت کرتے ہوئے اپنی بیعت کرنے والوں کو فرماتے ہیں: ”جو شخص ایمان لاتا ہے اسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئے۔“ صرف ایمان نہیں لے آئے بلکہ اس پر یقین بھی پیدا ہونا چاہیے اور اس کا عرفان بھی حاصل ہونا چاہیے کہ کیوں ہم بیعت کر رہے ہیں۔ ”نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار ہو۔“ پھر یہ نہیں ہے کہ دل میں بدظنیاں پیدا ہو جائیں کہ یہ کیوں ہوا اور یہ کیوں ہوا۔ سوال نہ اٹھنے شروع ہو جائیں۔ فرمایا کہ ”یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا (یونس:37)“ یقیناً ظن حق سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکتا۔ ”یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے۔ یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔“ فرمایا کہ ”وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شئے ہو۔ پھر کس طرح وہ رہ سکتا ہے۔“ زندگی گزارنی مشکل ہو جائے گی۔ ”یہ ایک موٹی مثال ہے۔ اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔“ فرمایا کہ ”اب تم خود سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حَکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کا فکر کرو۔

وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے، کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حَکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک

باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔'' یعنی آنے والا مسیح موعود تمہارے میں سے تمہارا امام ہوگا۔ ''وہ حَکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوئی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہوسکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔'' ظاہری طور پر یہ اظہار ہو کہ ہم ایمان بھی لے آئے لیکن پھر بعض معاملات میں بدظنیاں بھی پیدا ہو رہی ہوں۔ فرمایا ''... جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا ہے اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 73-74 ایڈیشن 1984ء) پس یہ ایمان کا معیار ہے جو ہم سب کا ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اپنے بعد خلافت کے جاری رہنے کی اطلاع دی تھی۔ (ماخوذ از رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306) اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح و مہدی کے آنے کے ساتھ خلافت کے تاقیامت جاری رہنے کی خبر دی تھی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد6 صفحہ285 مسند النعمان بن بشیر حدیث ۱۸۵۹۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء) اور خلافتِ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق کو ہی جاری رکھنے والا نظام ہے۔ اس حَکم اور عدل کے فیصلوں کو ہی جاری رکھنے والا نظام ہے۔ اپنے عہد میں ہر احمدی خلافت سے بھی وابستگی اور اطاعت کا عہد کرتا ہے۔ پس اس لحاظ سے

خلافت کے ساتھ وابستگی اور اطاعت کے عہد کو نبھانا بھی ہر احمدی کا فرض ہے ورنہ بیعت ادھوری ہے۔

پس اس لحاظ سے بھی اپنے ایمان اور یقین کو بڑھانے کی ہر احمدی کو ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

پھر جماعت کو

قرآن کریم کو غور سے پڑھنے اور اسے سمجھنے کی طرف توجہ

دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشفِ حقائق کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا۔'' فرمایا ''اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر پڑھو۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 155 ایڈیشن 1984ء)

پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ اس دنیا کی مصروفیات میں ڈوب کر کہیں ہم اپنے بیعت کے مقصد کو بھول تو نہیں گئے!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم کے علوم و معارف اور احکامات کو سمجھانے اور ان پر عمل کروانے کے لیے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے اور جو میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں اس اہمیت کو سمجھیں اور قرآن کریم کے علوم و معارف پر غور کریں۔ اس کے معانی اور تفسیر کو سمجھنے کی کوشش کریں اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن کو بھی ہم سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ آپؑ کے دیے ہوئے لٹریچر کو بھی ہم سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ

قرآن کریم کوئی قصہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ ضابطۂ حیات ہے۔ ایک لائحہ عمل ہے جس پر عمل کرنا ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔

اگر ہم یہاں آ کر، ان ملکوں میں آ کر اپنے اس مقصد کو بھول گئے اور دنیا کی مصروفیات میں ہی غرق ہو گئے، اپنے گھروں کے ماحول کو قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کی تو ہماری اولادیں اور نسلیں دین سے دُور ہوتی جائیں گی اور یہ شکرگزاری کے بجائے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی نفی کرنے والی بات ہو گی۔ پس ہر احمدی کے لیے چاہے وہ پرانے احمدی ہیں، نئے احمدی ہیں، یہاں پیدا ہوئے ہوئے احمدی ہیں یا ہجرت کر کے آنے والے احمدی ہیں بہت غور اور سوچنے کی ضرورت ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا اور اس کی کتاب کو پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہمارا بنیادی مقصد ہونا چاہیے۔ تبھی ہم حق بیعت ادا کر سکتے ہیں۔

جو ہجرت کر کے آئے ہیں وہ دنیا کی مخالفت سے تو یہاں آ کر بچ گئے ہیں لیکن اگر دین پر چلنے والے اور قرآن کریم کو سمجھنے والے نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ اسی طرح جو نئے ہونے والے احمدی ہیں یا یہاں رہنے والے پرانے احمدی ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ صرف بیعت کرنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ مقصد تبھی پورا ہوگا جب ہم اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کا حامل بنائیں گے اور وہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھیں اور سمجھیں گے نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسنِ ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی لیکن

سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمے کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔

پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔'' خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو اس کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اس لیے اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ چاہو۔ فرمایا ''یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پیے گا وہ ہلاک نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا۔ اپنے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی محبوب، مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیوں، عیسائیوں یا دوسرے مشرک بت پرستوں کو سکھایا جاتا اور وہ اس کو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے۔ اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ان پر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہو کر ہلاک ہوگئی۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 184-185 ایڈیشن 1984ء)

پس دیکھیں! کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تسلی دلائی اور ضمانت دی ہے کہ تم جس چشمے کے قریب پہنچے ہو، بیعت کر کے جس بات کا اقرار کیا ہے اگر اس سے پانی پیو گے، فیض اٹھاؤ گے، صرف باتوں تک ہی نہ رہو گے بلکہ عمل بھی کرو گے تو پھر تمہیں یہ ضمانت دی جاتی ہے کہ کبھی تمہاری روحانی ہلاکت نہیں ہوگی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی قرآن کریم کے پیغام کو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جاری کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ فرمایا کہ پس اس بات کو سمجھ لو کہ صرف بیعت کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا ہے اور جو عمل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے خالی نہیں رہتا، کبھی ہلاک نہیں ہوتا اور یہ عملی حالت اس وقت پیدا ہوگی جب اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ تمہارے ظاہر و باطن کی آواز بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تمہیں کوئی محبوب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی چیز کی طلب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کامل اطاعت ہو۔ اب ہر ایک اس بات سے اپنے جائزے لے سکتا ہے کہ

جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو کیا واقعی اللہ تعالیٰ ہمیں سب چیزوں سے

زیادہ محبوب ہے؟ اس کی رضا حاصل کرنا ہمارا مقصود ہے؟ واقعی ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کامل اطاعت کر رہے ہیں؟

اگر نمازوں کے وقت ہمیں نمازیں پڑھنے کی طرف فوری توجہ نہیں ہوتی، اگر ہم اپنا دنیوی کام چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی آواز پر فوری لبیک کہتے ہوئے نماز کے لیے حاضر نہیں ہوتے تو منہ سے تو کلمہ پڑھ رہے ہیں لیکن ایک مخفی شرک ہمارے دل میں ہے۔ ہمارے دنیاوی کاروبار خدا تعالیٰ کے مقابلے پر کھڑے ہیں۔ ایک مومن تو اس یقین پر قائم ہوتا ہے اور ہونا چاہیے کہ میرے کاروبار میں برکت، میرے کام میں برکت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑتی ہے اور پڑنی ہے اور پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ میرے دنیوی کام اللہ تعالیٰ کی آواز کے مقابلے پر آ کر کھڑے ہوجائیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم نے کلمہ کی روح کو سمجھا ہی نہیں۔ ہم منہ سے تو اقرار کر رہے ہیں لیکن ہمارے عمل ہمارے اقرار کا ساتھ نہیں دے رہے۔ ہم پانی کے چشمہ کے نزدیک تو آ گئے ہیں لیکن پانی پینے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے۔ پس آپؑ نے فرمایا اگر یہ صورتحال ہے تو پھر تو حقِ بیعت ادا نہیں ہوا۔

یہ کلمہ شہادت اس بات کی ہی تلقین نہیں کرتا، اس بات کی ہی طرف توجہ نہیں پھیرتا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو حقوق العباد کے ادا کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور حکم دیا ہے اس پر عمل کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے

اور جب انسان یہ دو حقوق ادا کرتا ہے تو تب ہی حقیقی مومن بنتا ہے اور تبھی ایک حقیقی احمدی مسلمان بیعت کا حق ادا کرتا ہے۔

پھر آپؑ اپنی بیعت میں آنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اگر دنیاداروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اَور پیدائش حاصل کرو۔‘‘ یعنی بیعت کرنے کے بعد تمہیں ایک نئی روحانی زندگی ملنی چاہیے۔ اگر وہ روحانی زندگی نہیں ملتی اور وہی مادی زندگی کی خواہشات اور ترجیحات ہیں تو پھر ایسی بیعت کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ فرمایا ’’بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔

میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔‘‘

بالکل معصوم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ ’’ایک گاؤں میں اگر ایک نیک آدمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اس کے لیے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 262 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بنیادی اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خالص بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان کے نیک عملوں کو قبول کرتا ہے۔

پس ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری عبادتیں خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں۔ ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

آج کل جو دنیا کے حالات ہیں ان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت خوفناک تباہی کے بادل ہمارے اوپر منڈلا رہے ہیں۔

امریکہ کے صدر نے کل یہ بیان دیا تھا کہ اگر روس کے صدر نے ایٹمی ہتھیار کا استعمال کیا تو پھر اس کے جواب میں دوسری طرف سے بھی ردِّ عمل ہوگا اور پھر جو تباہی ہوگی وہ دنیا کے خاتمے پر منتج ہوگی۔ پس ان ملکوں میں رہنے والے یہ نہ سمجھیں، جو یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم یہاں محفوظ ہیں۔ کوئی بھی کسی جگہ محفوظ نہیں ہے۔ ان بڑی طاقتوں کے لیڈروں کے جب دماغ الٹتے ہیں تو پھر یہ کچھ نہیں دیکھتے۔ پس ان حالات میں احمدیوں کا ہی کام ہے کہ دعا سے کام لیں۔ اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کریں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیک لوگوں کی خاطر، اپنے خالص بندوں کی خاطر اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی بچا لیتا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے کلام سے قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ پس اس زعم میں کسی کو نہیں رہنا چاہیے کہ یہاں آ کر ہم محفوظ ہو گئے ہیں، ہمارے بچوں کے مستقبل محفوظ ہو گئے ہیں۔ نہیں بلکہ بہت خطرناک دَور سے ہم گزر رہے ہیں۔ اگر ایسے حالات میں کوئی بچا سکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس خود بھی اس کے آگے جھکیں، اپنی نسلوں کو بھی اس کے آگے جھکنے والا بنائیں تا کہ اپنے آپ کو بھی محفوظ کر سکیں اور اپنی نسلوں کو بھی محفوظ کر سکیں۔

اس دنیا نے ہمیں نہیں بچانا نہ ہمارا اور ہماری نسلوں کا مستقبل محفوظ کرنا ہے بلکہ ہم اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کلمہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں اور نیک اعمال کی وجہ سے دنیا کو بچا لے گا۔

پس آج کل کے حالات میں اس حوالے سے بھی بہت دعائیں کریں۔ اس سے پہلے کہ دنیا کے حالات انتہا سے زیادہ بگڑ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’نیکی وہی ہے جو قبل از وقت ہے۔ اگر بعد میں کچھ کرے تو کچھ فائدہ نہیں۔ خدا نیکی کو قبول نہیں کرتا جو صرف فطرت کے جوش سے ہو۔ کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہیں۔‘‘ کشتی ڈوبنے لگے تو سب رونے لگ جاتے ہیں اس سے پہلے ہا ہو ہو رہی ہوتی ہے۔ ’’مگر وہ رونا اور چِلّانا چونکہ تقاضا فطرت کا نتیجہ ہے اس لئے اس وقت سُودمند نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اس وقت مفید ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے جبکہ امن کی حالت ہو۔‘‘

فرمایا: ’’یقیناً سمجھو کہ خدا کو پانے کا یہی گُر ہے۔ جو قبل از وقت چوکنّا اور بیدار ہوتا ہے ایسا بیدار کہ گویا اس پر بجلی گرنے والی ہے۔ اس پر ہرگز نہیں گرتی۔‘‘ اگر وہ بیدار ہوگا اور یہ سوچے گا کہ بجلی گرنے والی ہے تو پھر بجلی نہیں گرتی جتنے مرضی کڑکے ہو رہے ہوں۔ ’’لیکن جو بجلی کو گرتے دیکھ کر چِلّاتا ہے اس پر گرے گی اور ہلاک کرے گی۔ وہ بجلی سے ڈرتا ہے نہ خدا سے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 265 ایڈیشن 1984ء)

پس بڑے واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تنبیہ کر دی کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے تو اب کرو۔ ابھی تو خطرے کے بادل ذرا سے اٹھے ہیں یا کم از کم ایسے ہیں کہ اگر چاہیں تو کنٹرول کیے جا سکتے ہیں لیکن کسی وقت بھی یہ پھیل سکتے ہیں۔ پس

آج احمدیوں کا ایمان اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دعائیں دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہیں۔

دنیا کی ہمدردی دل میں پیدا کر کے دعا کریں۔ اپنے اپنے دائرے میں دنیا کو سمجھائیں کہ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ نہیں دی تو یہ خوبصورت دنیا ویرانیوں میں بدل سکتی ہے۔ پس ہر احمدی اس سوچ کے ساتھ اپنے فرض ادا کرنے کی کوشش کرے۔

دعاؤں کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’دیکھو! تم لوگ کچھ محنت کر کے کھیت تیار کرتے ہو تو فائدہ کی امید ہوتی ہے۔ اس طرح پر امن کے دن محنت کے لیے ہیں۔ اگر اب خدا کو یاد کرو گے تو اس کا مزہ پاؤ گے۔ اگرچہ دنیا کے کاموں کے مقابلہ میں نمازوں میں حاضر ہونا مشکل کام معلوم ہوتا ہے۔ آپؑ نے بڑا واضح فرما دیا دیکھو! دنیا کے کاموں کے مقابلے میں نمازوں میں حاضر ہونا بعض دفعہ بڑا مشکل لگتا ہے۔ اور تہجد کے لیے اَور بھی مشکل ہے۔ فرمایا مگر اب اگر اپنے آپ کو اس کا عادی کر لو گے تو پھر کوئی تکلیف نہ رہے گی۔ اگر دعائیں کرو گے تو وہ کریم و رحیم خدا احسان کرے گا۔‘‘ فرمایا

''دیکھو! اب کام تم کرتے ہو (یعنی دنیوی کام بھی کرتے ہو۔) اپنی جانوں اور کنبہ پر رحم تم کرتے ہو۔ (ان کی ضروریات کی فکر کرتے ہو۔) بچوں پر تمہیں رحم آتا ہے۔ جس طرح اب ان پر رحم کرتے ہو یہ بھی ایک طریق ہے (یعنی دنیاوی لحاظ سے جو تم رحم کرتے ہو ایک طریق اَور بھی ہے۔ وہ کیا طریق ہے) کہ نمازوں میں ان کے لیے دعائیں کرو۔ رکوع میں بھی دعا کرو۔ پھر سجدے میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو پھیر دے اور عذاب سے محفوظ رکھے۔

جو دعا کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔

یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ دعائیں کرنے والا غافل پلید کی طرح مارا جاوے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کبھی پہچانا ہی نہ جاوے۔ وہ اپنے صادق بندوں اور غیروں میں امتیاز کر لیتا ہے۔ ایک پکڑا جاتا ہے دوسرا بچایا جاتا ہے۔ غرض ایسا ہی کرو کہ پورے طور پر تم میں سچا اخلاص پیدا ہو جاوے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 266 ایڈیشن 1984ء)

گو یہ باتیں اس زمانے میں آپؑ نے کہی تھیں جب طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی لیکن آج کل بھی عالمی تباہی کے جو آثار نظر آ رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور خاص طور پر جھکیں اور یہی اپنے آپ کو محفوظ کرنے کا، دنیا کو محفوظ رکھنے کا ایک راستہ ہے۔

پھر

جماعت کو اعلیٰ اخلاق کی نصیحت

بھی آپؑ نے خاص طور پر فرمائی کیونکہ اعلیٰ اخلاق دکھانا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔'' اپنا جائزہ نہ لیتے رہو، اپنی باتیں جو تم سارا دن کرتے ہو جس طرح زندگی گزاری، دن گزار رہے ہو اس کا جائزہ نہ لو کہ کیا اچھائی کی کیا برائی کی، کیا نیک باتیں کیں، کیا غلط باتیں کیں۔ جب تک جائزہ نہ ہو اس وقت تک اصلاح نہیں ہو سکتی۔ فرمایا

''زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔''

فرمایا ''دیکھو! کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو اپنا خیرخواہ سمجھتا ہے پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 346 ایڈیشن 1984ء) یعنی عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ جو طاقتیں اور صلاحیتیں انسان کے اندر ہیں، اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہیں ان کی ایسی تربیت ہو، ان کو ایسے طریق پر استعمال کیا جائے کہ انسان کے ہر عمل سے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہو رہا ہو۔ ذرا ذرا سی بات پر اگر بداخلاقی کا مظاہرہ کرو گے تو اپنی جان کو خود مشکل میں ڈالو گے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں اسلام ذاتی معاملات میں صبر، ضبط، تحمل اور اعلیٰ اخلاق کے اظہار اور لڑائی جھگڑے سے بچنے کی تلقین کرتا ہے وہاں قانون کی حدود میں رہ کر دینی غیرت دکھانے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دینی غیرت کے اظہار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہ شخص جو سلسلہ عالیہ یعنی دین اسلام سے اعلانیہ باہر ہو گیا ہے اور وہ گالیاں نکالتا ہے اور خطرناک دشمنی کرتا ہے اس کا معاملہ اَور ہے جیسے صحابہؓ کو مشکلات پیش آئے اور اسلام کی توہین انہوں نے اپنے بعض رشتہ داروں سے سنی۔ تو پھر باوجود تعلقات شدیدہ کے'' (یعنی گہرے تعلقات ہونے کے باوجود، قریبی تعلقات ہونے کے باوجود) ''ان کو اسلام مقدم کرنا پڑا۔''

فرمایا ''ایک شخص ہے جو اسلام کا سخت دشمن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی جاوے لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کا ہو کہ وہ اپنے اعمال میں سست ہے تو وہ اس قابل ہے کہ اس کے قصور سے درگزر کیا جاوے اور اس سے ان تعلقات پر زد نہ پڑے جو وہ رکھتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 346)

ہاں اگر کوئی مخالفت نہیں کر رہا تو پھر اس سے تعلقات رکھو۔ اچھے تعلقات رکھو لیکن جو کھل کر مخالفت کر رہا ہے یا اسلام کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہے، باوجود سمجھانے کے باز نہیں آ رہا تو پھر وہاں دینی غیرت دکھانی چاہیے اور اسی طرح ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملے میں بھی غیرت دکھانی چاہیے۔

جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف باوجود سمجھانے کے دریدہ دہنی سے باز نہیں آتا اسی طرح اس سے بھی ہم دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتے اور نہ کسی احمدی کی غیرت یہ برداشت کرتی ہے۔

بہت سے آپ میں سے ہیں جو یہاں پاکستان سے آئے ہیں۔ انہیں ذاتی تجربہ ہے کہ کس قسم کی غلیظ زبان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف وہاں نام نہاد ملاں استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہمیں کہا جائے کہ ان سے محبت کا اظہار کیا جائے یا ان کے شر ان پر الٹنے کی دعا نہ کی جائے تو ہماری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی۔ وہی اصول جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا یہاں بھی چلے گا۔ ہاں

ہم ایسے لوگوں کے خلاف قانون بھی ہاتھ میں نہیں لیتے کیونکہ یہ بھی اسلامی تعلیم کا حصہ ہے کہ کسی بھی صورت میں قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اَور خوبی جو احمدیوں میں بیعت کے بعد ہونی چاہیے بیان فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا کہ

آپس میں محبت اور اخوت پیدا کرو۔

اس کی تعلیم دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جو پوری طاقت دیا گیا ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ یعنی جو بھی صلاحیتیں اور طاقتیں دی گئی ہیں اس کو استعمال میں لا کر کمزوروں سے محبت کرو نہ کہ نفرت کا اظہار یا بیزاری کا اظہار۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا یہ طریق درست نہیں۔ آپؑ نے فرمایا جماعت تب بنتی ہے جب ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی جائے اور حقیقی بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے سلوک کرو۔ آپؑ نے بڑے درد سے فرمایا کہ یہ طریق درست نہیں کہ جماعت میں اندرونی پھوٹ ہو۔ صحابہؓ نے بھی محبت و اخوت آپس میں پیدا کی اور ایک جماعت بن گئے۔ آپؑ اپنی جماعت کے افراد سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ آپس میں صحابہؓ کی طرح اخوت کا رشتہ قائم کریں۔ چنانچہ فرمایا: اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے (یعنی جس طرح صحابہؓ کا سلسلہ تھا) اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا۔ خدا تعالیٰ پر مجھے بڑی امیدیں ہیں۔ فرمایا دیکھو! ایک دوسرے کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 348-349 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ اعلیٰ اخلاق ہیں کہ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھا جائے اور جب یہ ہو گا تو تب ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امیدوں پر پورا اتر سکتے ہیں، تب ہی ہم ان انعاموں کے وارث ہو سکتے ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے آپ کی جماعت کے متعلق فرمایا ہے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تو ہندوستان کی مختلف قومیں اور قبیلے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق دنیا

کی مختلف قوموں اور قبیلوں اور رنگ ونسل کے لوگوں کو جماعت میں شامل فرمادیا ہے اور فرمارہا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا مختلف قوموں اور رنگ ونسل کے لوگوں پر احسان ہے کہ اس نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہونے کی، آپؐ کے غلامِ صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ایک قوم بنا دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس طرف توجہ دلائی کہ تم آپس میں بھائی ہو۔ فرمایا

’’گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 349 ایڈیشن 1984ء)

پس قطع نظر اس کے کہ ہم کس نسل کے ہیں سفید فام ہیں یا افریقن، امریکن ہیں یا پاکستانی ہیں یا ہندوستانی ہیں یا ہسپانوی نسل کے ہیں جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہم ایک روحانی باپ کی اولاد بن گئے ہیں اور کسی کو دوسرے پر نسل اور قوم اور رنگ کی وجہ سے برتری حاصل نہیں ہے کیونکہ ہمارا روحانی باپ ایک ہی ہے اور یہی اعلان اپنے آخری خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پس جب ہم اس بات کو سمجھ کر اور ایک ہو کر کام کریں گے، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ترقیات سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں نوازتا رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء) پس کیا نمونہ صرف سطحی باتوں سے اور بغیر کسی گہرے عمل کے انسان بن سکتا ہے۔ نمونہ بننے کے لیے تو بڑا اجہاد کرنا پڑتا ہے، بڑی محنت کرنی پڑتی ہے اور ہمیں بھی کرنی پڑے گی۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرتے ہوئے بھی اور اپنی اخلاقی حالتوں کو درست کرتے ہوئے بھی اور آپس میں محبت اور بھائی چارے کے تعلقات کے معیار قائم کرتے ہوئے بھی ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم نمونے بن رہے ہیں کہ نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنے معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں پیدا کرو ’’اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔‘‘ فرمایا ’’جماعت میں اگر ایک آدمی گندا ہوتا ہے تو وہ سب کو گندا کر دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا

اعلیٰ قدریں اور اعلیٰ اخلاق اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل میں تقویٰ ہو۔

چنانچہ اس بارے میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 10 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنے جان پر لگائے۔‘‘ دنیا کے بڑے غم انسان کو ہوتے ہیں لیکن فرمایا نہیں، یہ غم سب سے بڑھ کر تمہارے دل میں ہونا چاہیے۔ کیا غم؟ ’’کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 35 ایڈیشن 1984ء)

پس اگر ہم نے اپنا حق بیعت ادا کرنا ہے، اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے احسانوں پر اس کا شکر گزار ہونا ہے تو ہمیں اپنی حالتوں کا ہر وقت جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور ہم حقیقت میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حق ادا کرنے والے بنیں اور ہم آخرین کی اس جماعت میں شامل ہو جائیں جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی آتے ہوئے مجھے امیر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ آج سے اٹھائیس سال پہلے آج کے دن ہی 14/اکتوبر کو اس مسجد کا بھی افتتاح ہوا تھا اور یہ کھولی گئی تھی۔ اس مسجد کو اب اٹھائیس سال ہو گئے ہیں۔

یہاں رہنے والے اس علاقے میں رہنے والے پرانے احمدی بھی، نئے آنے والے بھی جائزہ لیں کہ ان اٹھائیس سالوں میں انہوں نے اپنی روحانیت میں کس حد تک ترقی کی ہے۔ کس حد تک اس مسجد کے حق کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کئی دہائیاں اور کئی صدیاں اس مسجد میں آنے والوں کو مہیا فرماتا رہے اور یہ ہر قسم کی دنیاوی آفات سے بھی بچی رہے لیکن

اصل حق تبھی ادا ہوگا جب ہم مسجدوں کے حق ادا کرتے ہوئے انہیں آباد کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کی بھی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 04/نومبر 2022ء صفحہ 5 تا 9)

بقیہ: آخری گھر اللہ کا گھر ...... از صفحہ 16

خوشیاں دیں۔ اپنے حصہ کے غم بھی دیکھے۔ لیکن جس گھر کی مجھے سب سے زیادہ یاد آئی کبھی اُن یادوں کو بھول نہیں پائی۔ وہ وہی گھر تھا جہاں میری ماں تھی جس کے ساتھ میرا درد کا رشتہ تھا اور بہنوں اور بھائی کے ساتھ محبت کا اور خون کا رشتہ تھا۔ وہ میری ماں کا گھر جہاں میری ماں نے اپنے غم دُکھ چھپا کر ہمیشہ ہمیں خوشیاں دیں۔ جہاں ہماری ماں کو ہماری تکلیفوں کا بہت جلد علم ہو جاتا تھا ہمیں کانٹا بھی لگے تو تکلیف امی جان کو ہوتی تھی مگر اُن کے دوپٹے کا پلو گیلا ہوتا تو اُن کا یہ کہنا کہ پانی سے گیلا ہوا ہے اور ہم سے چھپ کے اپنے دُکھوں کو چھپا لینا یہ سب صرف میری ماں کو ہی آتا تھا۔ اگر میں چھپ کر ڈائجسٹ پڑھتی تو اُمی جان کو فوراً علم ہو جاتا تھا۔ مگر اُن کی دعاؤں بھری سسکیوں کا ہمیں علم نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے سوجی ہوئی آنکھیں ضرور دیکھی ہیں مگر ان کی آنکھوں میں آنسو کبھی نہیں دیکھے اور اُس وقت ہمیں اپنی ماں کے ان چھپے دُکھوں کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ جانے ہماری ماں دلوں کے حال کا کیسے جان جاتیں تھیں۔ میرے والد صاحب ہمیشہ ملک سے باہر رہے چنانچہ سب گھر کی ذمہ داری میری اُمی جان کی ہی تھی۔ ہاں! ہمیں مالی مشکلات نہیں تھیں کہ ابا جان باقاعدگی سے ہمیں خرچ بھیجتے تھے۔ یہ پیاری یادیں اور میری بہنوں اور بھائی کی محبت ہمیشہ دل کے اندر جاگزیں رہتی ہے۔ اب جب کہ میں خود زندگی کی آخری دہلیز پر ہوں اپنے بیٹے سے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جہاں میرے شوہر کا آخری ٹھکانا ہے وہیں میرے لئے جگہ خرید لے جہاں میرے اللہ کا گھر ہو جہاں میرا مستقل ٹھکانا ہوگا۔ منتظمین سے درخواست بھی کی اور اس بارے میں کوشش بھی جاری ہے۔ لیکن اب میرے دل میں یہ خیال جگہ پا گیا ہے کہ میں کیوں جگہ خریدوں؟ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بہترین گھر کی جگہ خود سے مقرر کی ہوئی ہوگی اور اللہ کی رضا ہو کہ میں وہاں اُس گھر میں مستقل جگہ پاؤں جہاں میرا ربّ چاہے بس اسی بات سے دل کو تسلی ہے کہ اب ایک مستقل گھر ہوگا جہاں میرے ربّ نے میری جنت بنائی ہوگی وہی اپنا مستقل گھر ہوگا۔ اب بہت مطمئن ہوں۔ یہ تمنا ہے اور دعا ہے کہ بس اللہ مجھ سے راضی ہو جائے اور اللہ کا گھر مجھے مل جائے۔ اللہ کے گھر کے کسی کونے میں جگہ مل جائے جہاں اُس کی رحمتیں، فضلوں کی بارش ہو اور پیارے ربّ کے پیارے نبی کریم ﷺ کا دیدار ہو جائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمادے اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔

اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

افریقہ میں حضور انور کی سادہ زندگی

ایک روز نماز کے بعد میں نے حضور انور کو ایک احمدی ڈاکٹر مکرم مظفر باجوہ صاحب کو ملتے دیکھا جو پیشہ کے اعتبار سے ڈینٹسٹ تھے۔ نہایت مشفقانہ طور پر حضور انور نے مکرم مظفر صاحب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس دوران آپ بیت السبوح کی لفٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جس دوران آپ دونوں چل رہے تھے میں نے دیکھا کہ مکرم مظفر صاحب نے مستقل طور پر اپنا سر احترام کی وجہ سے جھکایا ہوا تھا۔

بعد ازاں مجھے مکرم مظفر صاحب سے چند لمحات کے لئے ملنے کا موقع ملا۔ قافلہ کے دیگر ممبران آپ کو اچھی طرح جانتے تھے مگر میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ آپ نہایت شفیق اور عاجز انسان ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب شہید کے بیٹے ہیں جو بیس سال قبل ایک کار حادثہ میں انتقال کر گئے تھے۔ وہ جرمنی سے لندن واپس آرہے تھے جہاں انہیں ایک جماعتی کام کی غرض سے بھجوایا گیا تھا۔

مکرم مظفر صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ذاتی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے کس قدر قریب تھے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ان کا ذاتی تعلق اس وقت بنا جب وہ ایک ڈینٹل کلینک کے قیام کی غرض سے چند سال قبل غانا گئے تھے۔

مکرم مظفر صاحب نے بتایا کہ ’’جب وہ غانا گئے تو (مرحوم) عبد الوہاب آدم صاحب مجھے ان مقامات پر لے گئے جہاں حضور انور اور مکرمہ بیگم صاحبہ اپنے قیامِ افریقہ کے دوران رہائش پذیر رہے۔ میں سخت حیرت زدہ تھا کہ وہ کن حالات میں رہے۔ وہ (لمحات) نہایت سادہ تھے۔ ایمانداری کی رو سے میں اور کئی دوسرے لوگ (شاید) ان حالات میں گزارا نہ کر سکتے تاہم حضور انور ان حالات میں کئی سال تک خوشی سے اور کمال عاجزی سے وہاں مقیم رہے۔‘‘

مکرم مظفر صاحب نے بتایا کہ

’’درحقیقت ایک ایسا آدمی جس نے ایسی عاجزانہ زندگی گزاری ہو اور بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح کے طور پر مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور یہ اعلیٰ مقام پایا اس بات نے مجھے سحر زدہ کر دیا۔ یوں غانا سے واپسی پر میں نے بھرپور کوشش کی کہ حضور انور سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کر سکوں اور اس کے بعد سے میں حضور انور کو کئی مواقع پر ملا ہوں۔ الحمد للہ۔‘‘

چند احمدی فیملیز کے تاثرات

میری ملاقات ایک نوجوان احمدی فیملی مکرم ظہور احمد (بعمر تیس سال) اور ان کی اہلیہ مکرمہ منصورہ ظہور صاحبہ سے حضور انور سے ان کی ملاقات کے چند لمحات کے بعد ہوئی۔

مکرمہ منصورہ صاحبہ جو واقفہ نو ہیں ابھی چند لمحات قبل حضرت خلیفۃ المسیح سے زندگی میں پہلی بار ملی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کا ایک نومولود بچہ بھی تھا جو اپنی والدہ کی طرح وقف نو کی بابرکت سکیم میں شامل تھا۔

حضور انور کے ساتھ گزرے چند لمحات کے بارے میں مکرمہ منصورہ صاحبہ نے بتایا کہ

’’اپنی ساری زندگی میں حضور انور سے ملاقات کا خواب دیکھتی رہی ہوں اور آج میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ آپ کو دیکھنے اور ملنے کے بعد مجھے میری کمزوریوں کا احساس ہوا تا کہ میں ایک بہتر انسان بن سکوں۔ ان شاء اللہ‘‘

مکرمہ منصورہ صاحبہ نے مزید بتایا کہ

’’میرے والدین نے مجھے وقف نو کی بابرکت سکیم کے لئے وقف میں پیش کیا تھا تا کہ احمدیت کی خدمت کر سکوں اور یوں میں بہت خوش قسمت ہوں کہ وقف نو کی سکیم کا حصہ ہوں۔ ہم نے یہی عہد اپنی بیٹی کے لئے بھی کیا ہے اور وہ بھی وقف نو میں شامل ہے۔ یوں مجھے دوگنا ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے پہلا یہ کہ اپنے وقف کو نبھاؤں اور دوسرا یہ کہ اپنی بیٹی کی ایسی تربیت کروں کہ وہ بھی اپنا وقف نبھا سکے۔ میں اس ذمہ داری کے بوجھ کو بہت شدت سے محسوس کرتی ہوں اور حضور انور سے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ میں اپنی زندگی اپنی بیٹی کے لئے (نیک) نمونہ کے طور پر گزار سکوں۔‘‘

میری ملاقات ایک احمدی خاتون مکرمہ شاہدہ جمیل صاحبہ سے بھی ہوئی جو اپنے شوہر کے ہمراہ ابھی کچھ دیر قبل حضرت خلیفۃ المسیح سے زندگی کی پہلی ملاقات کر کے آئی تھیں۔

اس ملاقات کے بعد انہوں نے بتایا کہ

’’میں نے یہی سیکھا ہے کہ خلافت ہی سب کچھ ہے اور جب تک ہمارا اپنے خلیفہ سے تعلق (مضبوط) نہیں ہے ہماری زندگیاں خالی ہیں، بودی اور بے وقعت ہیں۔ ایک احمدی اور اس کے خلیفہ کے مابین تعلق کو بیان کرنے کے لئے ایک ہی طریق ہے کہ یہ ایک آسمانی تعلق ہے‘‘ بعد ازاں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میری ڈائریز کون کون پڑھتا ہے جو میں حضور انور کے دورہ جات کے متعلق لکھتا ہوں۔ میں نے ان کو بتایا کہ اللہ کے فضل سے حضور انور ان کو سب سے پہلے پڑھتے ہیں اور آپ کی اجازت سے ہی میں ان کو باقی احباب جماعت کے ساتھ شیئر کرتا ہوں۔ جب انہوں نے یہ سنا تو نہایت خوشی سے جذباتی ہوتے ہوئے کہنے لگیں۔ ’’میری کتنی خواہش ہے کہ حضور انور ہمارے الفاظ پڑھیں اور ہمارے لئے دعا کریں۔‘‘

میری ملاقات ایک احمدی خادم مکرم فواد احمد (بعمر 24 سال) سے ہوئی جن کی حال ہی میں حضور انور سے ملاقات ہوئی تھی۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے بہت سے احمدی دوست ہیں اور وہ ہمیشہ پریشان رہتے تھے کہ وہ کس قدر غیر مطمئن اور پریشان تھے۔ انہوں نے کہا ’’میرے غیر احمدی دوست اکثر مجھے بتاتے ہیں کہ ایک مولوی یا ملا جن کے پاس ہو جاتے ہیں وہ انہیں ایک بات سکھاتا ہے اور دوسرا مولوی انہیں ایک بالکل مختلف بات سکھاتا ہے۔ وہ کھل کر کہتے ہیں اس بات نے

انہیں اسلام کے متعلق تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ تاہم ہماری جماعت میں ہر عالم یا مبلغ ایک ہی بات کا پرچار کرتا ہے اور یہ سب اس لئے ہے کہ ہم خلافت کے ہاتھ پر اکٹھے ہیں۔‘‘

مکرم سخاوت صاحب کے دوست سے ملاقات

ایک دن جب میں مختلف احمدیوں سے مل رہا تھا، سخاوت باجوہ صاحب نے مجھے ایک بزرگ سے ملوایا جن کا نام وڑائچ صاحب تھا۔ وہ بھاری جسم کے مالک تھے اس لئے ان کے لئے چلنا مشکل تھا، پھر بھی ہر روز وہ 70 کلومیٹر کا سفر کر کے مسجد تشریف لاتے تا کہ وہ دورہ کے دوران لنگر (خانہ) کی ڈیوٹی کر سکیں۔ (حضور انور کے دورہ کے دوران) پنجابی میں بات کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ وہ کیوں روزانہ آتے ہیں۔ انہوں نے بتایا

’’اگر آپ شہد کی مکھیوں کو دیکھیں وہ ہمیشہ اپنی Queen کے گرد لپٹی رہتی ہیں اور دائرہ بنائے رکھتی ہیں۔ اس طرح ہم احمدی اپنے خلیفۂ وقت کے گرد دائرہ بنائے رکھتے اور آپ کے گرد لپٹے رہتے ہیں تا کہ آپ سے برکت حاصل کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں روزانہ یہاں آتا ہوں۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی – جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

دعا کا تحفہ

تسبیح و تحمید

اُمّ المومنین حضرت جویریہؓ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھیں ذکر الٰہی کر رہی تھیں رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے پھر آپؐ واپس تشریف لائے تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا اور حضرت جویریہؓ ابھی تک ذکر کر رہی تھیں آپؐ نے فرمایا جب سے مَیں تمہارے پاس سے گیا ہوں مَیں نے چار کلمات تین بار پڑھے ہیں جو اجر و ثواب میں تمہارے اِس ذکر سے کہیں زیادہ وزنی ہیں پھر آپ نے بتایا کہ آپ نے یہ پڑھا تھا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَا نَفْسِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

(مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور اُس قدر جس قدر اُس کی مخلوق ہے۔ اللہ پاک ہے اُس قدر جس قدر اُس کی ذات یہ بات پسند کرتی ہے۔ اللہ پاک ہے اُس قدر جس قدر اُس کے عرش کا وزن ہے (یعنی بے انتہا)۔ اللہ پاک ہے اُس قدر جس قدر اُس کے کلمات کی سیاہی ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 75)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد برطانیہ

سیّدنا امیرالمؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2022ء

5/ اکتوبر 2022ء بروز بدھ

قسط 10

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر دس منٹ پر مسجد بیت الاکرام میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔حضور انور کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 31 خاندانوں کے 105 افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کو قلم عطا فرمائے اور جو چھوٹی عمر کے بچے اور بچیاں تھے انہیں چوکلیٹ عطا فرمائیں۔

- آج Dallas کی مقامی جماعت کے علاوہ درج ذیل دس جماعتوں سے احباب جماعت اور فیملی ملاقات کے لیے پہنچی تھیں۔

Fort Worth, Sacramento, Houston, Georgia, Austin,Las Vegas,Silicon Valley,Los Angeles, Kensas City,Kentucky.

آج بھی بعض احباب اور فیملیز بڑے لمبے اور طویل سفر طے کر کے اپنے آقا کے ساتھ ملاقات کے لیے پہنچی تھیں۔ ان میں سے Las Vegas سے آنے والی 1221 میل اور Cilicon Valley سے آنے والی 1701 میل جبکہ لاس اینجلس سے آنے والے احباب اور فیملی 1433 میل کا طویل سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔ علاوہ ازیں پاکستان سے آنے والے بعض احباب نے بھی شرف ملاقات پایا۔

- آج بھی ملاقات کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل رہے تھے اور انہیں اپنے آقا کے قرب میں چند گھڑیاں گزارنے کی سعادت نصیب ہو رہی تھی۔

تاثرات

- ایک دوست سیّد عرفان احمد صاحب جن کا تعلق جہلم پاکستان سے ہے کہنے لگے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میری حضور انور سے ملاقات ہوئی ہے۔ آج یہاں آنا میرے لیے ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ میرا ویزا تین دفعہ ریجیکٹ ہوا تھا لیکن حضور انور کے دورۂ امریکہ سے پہلے میرا ویزا لگ گیا۔ جو میرے لئے کسی معجزے سے کم نہ تھا۔ آج میری حضور انور سے زندگی میں پہلی ملاقات تھی۔حضور نے باوجود وقت کم ہونے کے میری ساری باتیں سنیں اور ہر بات کا جواب دیا اور رہنمائی فرمائی۔ آج میں بہت خوش ہوں۔

- ایک دوست سید فہیم احمد صاحب کہنے لگے کہ جب ہم ملاقات کے لیے دفتر میں داخل ہوئے تو صرف ہمیں دیکھ کر اور تعلق پوچھ کر حضور انور کو سارا پتہ لگ گیا تھا کہ ہمارا کونسا خاندان ہے اور میرا خاندانی پس منظر کیا ہے۔ میں نے بعض امور میں حضور انور سے رہنمائی لی۔حضور انور نے فرمایا آپ فکر نہ کریں ان شاءاللہ کام ہو جائے گا۔ مجھے بہت تسلی ہوئی۔ میں حضور انور سے دعائیں لے کر واپس آ گیا۔

- ایک دوست آصف احمد شیخ صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں ملاقات کا احوال کیسے بیان کروں۔ ہم غانا میں تین سال رہے۔حضور انور نے اس بارہ میں ہم سے پوچھا۔ میرے والد شہید ہو گئے تھے تو پھر ہم ماموں کے ساتھ رہے۔حضور انور نے ہمیں غانا بھجوایا تھا۔حضور کو سب کچھ یاد تھا۔ یہ میری زندگی کی پہلی ملاقات تھی۔ میں نے اس سے قبل حضور سے کبھی ملاقات نہیں کی تھی۔ میرے والد 2006ء میں کراچی میں شہید ہوئے تھے۔ 2007ء میں میرے والد کے ماموں شہید ہو گئے تھے اور اسی سال میرے چچا بھی شہید ہو گئے تھے۔ ہمارے خاندان کو اس لیے نشانہ بنایا گیا کہ ہم سب جماعت کے فعال رکن تھے۔ ہم خلافت کی برکتوں سے ہی امریکہ پہنچے ہیں اور آج ہمیں ملاقات کی یہ عظیم نعمت عطا ہوئی۔

- ایک دوست طاہر سیّد صاحب نے عرض کیا کہ آج حضور انور سے ملاقات میری زندگی کی پہلی ملاقات تھی۔ میں اسے کبھی بھلا نہیں سکتا۔ یہ میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ میں نے چند لمحات اپنے آقا کے ساتھ گزارے ہیں تو مجھے بہت سکون اور راحت ملی ہے۔ میرا دل تسکین سے بھر گیا ہے۔

- ایک خاتون امینہ ریحان صاحبہ کہنے لگی کہ جب ہماری باری آئی تو میرا دل دھڑک رہا تھا۔ میں یہی سوچ رہی تھی کہ میں کس طرح حضور کو دیکھ سکوں گی۔ اس نورانی چہرہ کو کیسے دیکھوں گی۔ہمیں تو ایسے لگ رہا تھا جیسے ہم جنت میں آ گئے ہیں۔ ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ میں اپنی کیفیت بیان نہیں کرسکتی۔ میرا جسم اور ہاتھ اسی وقت ہی کانپنے لگے تھے جب ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ہماری ملاقات ہو گی اور ہم حضور کے پاس جا رہے ہیں۔

- ایک دوست روحان اللہ خان شاہد صاحب جماعت Kentucky سے آئے تھے کہنے لگے کہ میں نے اپنے پیارے آقا کا مبارک چہرہ دیکھنے کے لیے 15 گھنٹے کا سفر کیا۔ دل میں سوچ کے آئے تھے کہ حضور سے یہ یہ بات کریں گے۔ لیکن یہاں آ کر کچھ نہیں کہا گیا۔ بس ہم حضور کا چہرہ دیکھتے رہے۔حضور باتیں کرتے رہے۔ یہ خلیفہ کا پیار ہے جو آج ہمیں نصیب ہوا ہے۔

- ایک نوجوان سلمان داؤد منیر صاحب ہیوسٹن سے آئے تھے۔ کہنے لگے کہ 15 سال بعد ہماری ملاقات ہوئی ہے۔حضور نے ازراہ شفقت ہمارے خاندان کے ہر فرد سے بات کی۔ میں گزشتہ تین سال سے ہیوسٹن کا قائد خدام الاحمدیہ ہوں۔ میں نے ہیوسٹن کے خدام کے لیے دعا کی درخواست کی۔ مجھے اپنی آنکھوں میں کوئی مسئلہ درپیش ہے اس کے لئے میں نے حضور سے دعا کی درخواست کی۔ اب مجھے دل میں سکون اور اطمینان ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا اور مجھے کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

- ہیوسٹن سے ایک دوست Colbura Tucker صاحب ملاقات کے لیے آئے تھے۔ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ میں ایک کیتھولک تھا۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے احمدیت قبول کی ہے۔ پوپ کو ملنا تو بہت مشکل ہے۔ پوپ تک رسائی آسان نہیں ہے جبکہ حضور کو ملنا آسان ہے۔ ہر ایک احمدی حضور سے مل سکتا ہے۔

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ کے عہدیداران کی حضور سے ملاقات اور ہدایات

- ملاقاتوں کے اس پروگرام کے بعد ”احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ ” کے عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی۔عہدیداران میں ڈاکٹر فیضان عبداللہ ہاگورا صاحب پریذیڈنٹ میڈیکل ایسوسی ایشن،ڈاکٹر نعیم لغمانی صاحب وائس پریذیڈنٹ،ڈاکٹر مبشر احمد ممتاز صاحب جنرل سیکرٹری اور ڈاکٹر ناصر تنولی صاحب فنانس سیکرٹری شامل تھے۔

- حضور انور کی خدمت میں ایسوسی ایشن کی طرف سے رپورٹ پیش کی گئی کہ اس وقت امریکہ میں ہمارے ڈاکٹرز کی تعداد 544 ہے۔ گزشتہ تین ہفتوں میں 70 ڈاکٹر ہماری تجنید میں شامل ہوئے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ آپ کی ممبر شپ میں ان شاءاللہ مزید اضافہ ہو گا۔ پاکستان سے کئی ڈاکٹرز ابھی حال ہی میں آئے ہیں اور مجھ سے ملے بھی ہیں۔ اس طرح بہت سارے میڈیکل اسٹوڈنٹ بھی اپنی پڑھائی مکمل کر رہے ہیں۔

- حضور انور نے فرمایا احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا بہت عمدہ رنگ میں کام کر رہی ہے۔خصوصاً ملائیشیا، تھائی لینڈ میں وہ اسائلم سیکرز کے علاج وغیرہ کے اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ وہ باقاعدہ ماہانہ رقم بھی بھجواتے ہیں اور بعض مریضوں کے علاج آپریشن وغیرہ پر بہت زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا یہ بھی برداشت کر رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا اس طرح طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مشینری اور آلات وغیرہ بھی بھجواتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا آپ امریکہ کی ایسوسی ایشن زیادہ بڑی اور مضبوط ہے اور زیادہ مالی فراخی اور کشائش رکھتے ہیں آپ کو بھی ان ممالک میں ضرورت مندوں کی مدد کرنی چاہیئے۔

- حضور انور نے فرمایا میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ صرف گوئٹے مالا پر ہی توجہ نہ دے بلکہ آپ نے افریقہ اور ربوہ پر بھی توجہ دینی ہے۔ حضور انور نے فرمایا مغربی اور مشرقی افریقہ میں بہت سے ایسے

ممالک ہیں جہاں مدد کی ضرورت ہے۔

- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ آپ کی ایسوسی ایشن شعبہ وقف نو سے بھی رابطہ رکھے اور واقفین نو کی شعبہ میڈیسن میں کیریئر پلاننگ کے حوالہ سے رہنمائی کرے۔
- صدر صاحب میڈیکل ایسوسی ایشن نے عرض کیا کہ کیا احمدی خواتین ڈاکٹرز کی علیحدہ ایسوسی ایشن بنائی جائے ؟

اس پر حضور انور نے فرمایا علیحدہ ایسوسی ایشن بنانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی ایسوسی ایشن کا حصہ ہیں۔ اس بارہ میں احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یو کے کو Follow کریں۔

حضور انور نے فرمایا ہماری خواتین ڈاکٹرز پروفیشنل ہیں اور ان کو آپ اپنی ایسوسی ایشن میں کوئی آفس عہدہ دے سکتے ہیں۔صدر لجنہ اور سیکرٹری امور عامہ سے تصدیق کے بعد ہی عہدہ دینے کے لیے خواتین کی نامزدگی ہوگی۔ الیکشن نہیں ہوگا۔

- صدر صاحب ایسوسی ایشن نے عرض کیا کہ ہم اپنی کانسی ٹیوشن کو اپ ڈیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ آپ نے جو بھی تبدیلیاں اضافہ تجویز کرنا ہے وہ کر کے مجھے منظوری کے لیے بھجوائیں۔
- حضور انور نے فرمایا: اپنے ڈاکٹرز کو فعال کرنے کے لیے وقف عارضی کی تحریک کریں۔
- حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے خدمت کے پروگراموں کے لیے ہیومینٹی فرسٹ سے بھی رابطہ کریں اور تعاون کریں۔
- حضور انور نے فرمایا کہ ریجنل سطح پر یا اسٹیٹ کی سطح پر آپ کو جو کوآرڈینیٹر کی ضرورت ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مرد ہو یا عورت بس قابل اور محنتی ہونے چاہئیں۔ کچھ علاقوں میں خواتین کو اور کچھ علاقوں میں مرد ڈاکٹر حضرات کو کوآرڈینیٹر کے طور پر رکھا جا سکتا ہے۔
- حضور انور نے تاکیداً ہدایت فرمائی کہ وہ لوگ جو نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اپنے چندے ادا کرتے ہیں۔ انہیں ایسوسی ایشن کے عہدے پر منتخب کیا جانا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ جو نماز ہی نہیں پڑھتے یا چندہ نہیں دیتے انہیں عہدے دار بنا دیا جائے۔
- حضور نے فرمایا ایسوسی ایشن کا پروفیشنل باڈی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ مذہبی ذمہ داریوں سے آزاد ہیں۔
- ایک سوال کے جواب میں حضور نے ہدایت فرمائی کہ نرسوں اور دوسرے ایڈمن اسٹاف ممبران کو عاملہ میں عہدہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ان کی کامیابیوں اور ان کے لئے ایک خاص معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی جماعت کی خدمات میں ان کو سرٹیفکیٹ دیے جاسکتے ہیں۔
- احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یو ایس اے کی یہ ملاقات ایک بج کر تیس منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں انتظامیہ نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الاکرام تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

واقفات نو کی حضور سے ملاقات

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الاکرام کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں واقفات نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ امریکہ کی 22 جماعتوں سے 84 واقفات اس کلاس میں شامل ہوئیں۔

- پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ فزّہ احمد صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ سعدیہ چوہدری صاحبہ نے پیش کیا۔ بعد ازاں امۃ العلیم زین وہاب کریم صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

حدیث مبارکہ کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزہ عائشہ سمیع صاحبہ نے پیش کیا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس میں ہوں وہ ایمان کا مزہ پا لیتا ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے تمام چیزوں سے بڑھ کر پیارے ہوں اور وہ جو کسی شخص سے محبت رکھے اور محض اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اس سے محبت رکھے اور وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے چھڑایا ہو اور پھر اس کے بعد وہ کفر میں لوٹنا ایسا ہی ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

اس کے بعد عزیزہ امۃ الشافی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

- ’’غرض یہ بات اب بخوبی سمجھ آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا انسان کی زندگی کی غرض و غایت ہونی چاہئے۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہ ہو اور خدا کی محبت نہ ملے۔ کامیابی کی زندگی بسر نہیں کرسکتا اور یہ امر پیدا نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ کی سچی اطاعت اور متابعت نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟۔ پس تم وہ اسلام اپنے اندر پیدا کرو تا کہ تم خدا کے محبوب بنو۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 70)

- بعد ازاں عزیزہ نشیتا خندکار صاحبہ نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔
- اس کے بعد سیدہ سلمانہ محمود صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام

وہ بھی ہیں کچھ جو کہ تیرے عشق سے مخمور ہیں
دنیوی آلائشوں سے پاک ہیں اور دور ہیں

خوش الحانی سے پیش کیا۔ اردو نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزہ فریحہ احمد صاحبہ نے پیش کیا۔

واقفات نو کے حضور انور سے سوالات اور ان کے جوابات

- ایک واقفہ نور دا ایمان احمد نے یہ سوال پوچھا کہ پیارے حضور نے وباء کے بعد پہلے ملک امریکہ تشریف لانے کا فیصلہ کیا۔ پیارے حضور کس طرح فیصلہ کرتے ہیں کہ کن ممالک کا دورہ کرنا ہے اور کب؟
- اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی اختیار نہیں تھا۔ مجھے صرف جماعت احمدیہ امریکہ نے بلایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ زائن مسجد اور ڈیلس مسجد کے افتتاح کا پروگرام ہے۔ اس لیے مجھے یہاں کا دورہ کرنا چاہئے۔ تو یہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر میں امریکہ آیا ہوں۔ اگر کوئی اور جماعت مجھے دعوت دیتی تو میں امریکہ سے پہلے وہاں ہی جاتا۔ تو اس میں کچھ خاص نہیں ہے۔ صرف آپ کی دعوت خاص ہے۔ اس لیے آپ لوگ خاص ہیں۔
- ایک واقفہ نو سیدہ وسیمہ صدف نے سوال کیا کہ کیا واقفات نو کے لیے سائیکولوجی (Psychology) اور کونسلنگ (Counseling) کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے؟ یا ڈاکٹر اور اساتذہ بننا بہتر ہے؟
- اس پر حضور انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر کوئی تعلیم جو دنیا کے لیے مفید ہے واقفات نو کے لئے جائز ہے۔

Psychology اور Counseling کی آج کل بہت ضرورت ہے کیونکہ اس دور میں بہت سے مسائل ہیں جن کا لڑکیوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور جب وہ ان مسائل کا سامنا کرتی ہیں تو انہیں ان کے علاج کے لیے کسی Psychiatrist یا Psychologist کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں کسی ایسے ماہر کی ضرورت ہے جو ان کی بات سنے اور ان کے معاملات کو سنبھالے۔ اس لئے اس میدان میں جانا جماعت کے لیے بہت مفید ہے۔

- ایک واقفہ نو منیفہ ایمان طارق نے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ فرشتے ایک دوسرے سے کیسے رابطہ یا Communicate کرتے ہیں؟
- اس پر حضور انور نے جواب فرمایا کہ وہ کس طریقے سے آپس میں بات کرتے ہیں وہ مجھے نہیں معلوم۔ لیکن فرشتوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام بھی ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام بھی ہیں اور بھی کافی تعداد میں فرشتے ہیں جو ان کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ تو وہ آپس میں کیسے بات چیت کرتے ہیں خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ایک

نظام ہے جس میں وہ اپنے ماتحتوں سے کہتے ہیں کہ یہ پیغام اس کو یا اس تک پہنچا دیں۔ لہٰذا صرف ایک سیکنڈ میں اگر وہ اپنا پیغام پوری دنیا میں ہر جگہ جہاں دن ہو یا رات پہنچانا چاہیں تو فرشتے اپنے فرائض ادا کر دیں گے۔ وہ یہ کیسے کرتے ہیں؟ یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

• ایک واقفہ نو نبا احمد نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ نیکی یا برائی کے اختیار کو کیسے استعمال کرتا ہے کیا اللہ نے جانوروں کو بھی Free Will سے پیدا کیا ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزادی دی ہے اور آپ کو واضح بتا دیا ہے کہ یہ بری چیزیں ہیں اور یہ اچھی چیزیں ہیں۔ اگر تم اچھے کام کرو گے تو تمہیں اجر ملے گا۔ یہ برے کام ہے اگر تم یہ برے کام کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ تم شیطان کی پیروی کر رہے ہو۔ تمہیں اس کی سزا ملے گی یا اللہ چاہے تو معاف کرسکتا ہے۔ لیکن جانوروں کے لیے کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ان کی فطرت میں ہے کہ انہیں وہی کرنا ہے جس کے لیے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے بکری اپنی فطرت کی پیروی کے علاوہ اور کچھ نہیں کرسکتی اور شیر اپنی جبلت کی پیروی کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتا۔ شیر کی فطرت ہے کہ وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے دوسروں پر حملہ کرتا ہے۔ یہ بکری کی فطرت ہے کہ وہ گھاس چرتی ہے۔ پھر اللہ نے جانوروں کو انسانوں کی خوراک کے طور پر پیدا کیا۔ گائے سے آپ کو دودھ اور گوشت ملتا ہے۔ چنانچہ ہر جانور کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے استعمال کے لیے پیدا کیا ہے۔

• ایک واقفہ نو ماہین وڑائچ احمد نے سوال کیا کہ ہم اللہ کی صفات کو اپنی زندگیوں میں کیسے اپنا سکتے ہیں ؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ اللہ کی صفات کو دہراتے رہیں گے اور ان کے معنی جان لیں گے تو یہ آپ کی عادت بن جائیگی۔ پھر اسی طرح ذکر الٰہی کی عادت ہو جائے گی۔ اور جب آپ کو اللہ کی مدد کی ضرورت ہو یا آپ چاہتے ہیں کہ کسی خاص معاملے میں آپ کی دعا قبول کرے تو آپ اس خاص صفت کو دہرائیں جو اس معاملے سے متعلق ہے۔ اس لئے جب بھی آپ دعا کر رہے ہیں تو آپ ان صفات میں سے کسی ایک کو اپنا لیں جس کی آپ کو اس خاص لمحے میں ضرورت ہے اس طرح آپ اسے اپنی روزمرہ کی زندگی کی عادت بنا سکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہ سب ذکر الٰہی پر منحصر ہے۔ نیز اگر آپ روزانہ ذکر الٰہی کر رہے ہیں، پانچ وقت نماز پڑھ رہے ہیں، اگر آپ اپنے سجدے میں زور سے دعا کر رہے ہیں کہ اللہ آپ کی تمام مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرے اور اس صفت کو بھی استعمال کریں جو آپ کے خیال میں آپ کے مسئلہ کے متعلق ہے تو اس طرح آپ صفات الٰہی کو کثرت سے پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے۔

• ایک واقفہ نو فاتحہ عطیۃ الحق احمد نے سوال کیا کہ جب کسی کی وفات ہوتی ہے تو ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہتے ہیں جب ہم کوئی مادی چیز کھو دیتے ہیں تو ہم یہ کیوں کہتے ہیں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا آپ اس کا مطلب جانتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہی ہیں اور اللہ کی طرف لوٹ جائیں گے۔ تو قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ محض کسی کی وفات پر یہ کہنا چاہئے۔ جب بھی آپ کوئی مسئلہ میں ہیں یا آپ کچھ کھو دیتے ہیں جب آپ یہ الفاظ دہرائیں گی تو یہ آپ کو اللہ کی قدرت یاد دلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہمیشہ رہے گا لیکن باقی ہر چیز کو یا تو مرنا ہے کھو جانا ہے۔ اس لئے ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہتے ہیں۔ اس کا بہت گہرا مطلب اور اثر ہے۔ یہ میرے ساتھ اور کئی لوگوں کے ساتھ ہوا ہے کہ جب کبھی آپ کچھ کھو دیتے ہیں یا بھول جاتے ہیں کہاں ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھ کے فوراً چیز مل جاتی ہے یا ہمارے ذہن میں آتا ہے کہ ہاں میں نے وہ چیز اس جگہ رکھی تھی۔ تو یہ ایک ایسی دعا ہے کہ جب کسی کی وفات ہو جائے اور آپ سوچتے ہیں کہ میں مرحوم پر انحصار کر رہا تھا اب کیا ہوگا تو یہ دعا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنے سے سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے میری حفاظت کرے۔ ایسا ہی واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔ جب آپ کے والد فوت ہوئے وہ بہت پریشان ہو گئے تھے کیونکہ وہ کہیں کام نہیں کر رہے تھے اور آپ کی آمدنی کا ذریعہ والد صاحب ہی تھے۔ اس پریشانی کی حالت میں آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! میں کیا کروں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا تو پھر فوراً اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوئی۔ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تم اللہ کے بندے ہو اللہ تمہارے لیے کافی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی۔ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک دعا ہے جس سے ہمیں سکون ملتا ہے۔

• ایک واقفہ نو سمیرہ سہیل نے سوال کیا کہ احمدی مسلمانوں کے لیے ملکہ انگلینڈ جیسی شخصیات کی وفات پر افسوس کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا دیکھیں وہ انسان ہے۔ جب کسی بھی انسان کی وفات ہوتی ہے تو ہم تعزیت کرتے ہیں۔ افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کو تسلی دیتے ہیں۔ میں نے ملکہ انگلینڈ کی وفات پر بادشاہ چارلس کو تعزیت کا پیغام بھیجا ہے اور یہ ان کے اخبار میں بھی شائع ہوا ہے۔ تو ہم دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ ان پر رحم کرے۔ ہم ان مرحومین کے لئے اللہ کی رحمت کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔ اللہ یہ کہتا ہے کہ جو کافر ہیں میں انہیں معاف نہیں کروں گا لیکن پھر بھی اللہ معاف کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ لیکن اللہ کہتا ہے کہ ہمیں ان کے لیے دعا نہیں کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے اللہ نے ہمیں ان کی وفات پر دعا کرنے سے نہیں روکا۔ ہم صرف کافروں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے لیکن کم از کم ہمدردی کا اظہار تو کر سکتے ہیں۔ ہم مرحومین کے عزیزوں سے افسوس کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ورنہ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں؟ محبت یہ ہے کہ ہم تمام انسانوں سے محبت کریں اور کسی کی وفات پر تعزیت محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔

• ایک واقفہ نو صبا اعجاز نے سوال کیا کہ صوفی اپنے رسمی طریقوں سے اللہ کے قرب حاصل کرنے کا دعوی کرتے ہیں کیا ان صوفی رسومات میں فائدے ہیں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تصوف موجود تھا؟ نہیں تھا۔ کیا خلفائے راشدین کے زمانے میں تصوف کا کوئی تصور تھا؟ نہیں تھا۔ تو صدیوں بعد یہ چیز شروع ہوئی اور جب شروع ہوئی تو اس لئے کہ اس وقت خلافت روحانی خلافت نہیں تھی۔ وہ دنیاوی خلافت تھی اور اس وقت کے خلفاء دنیاوی فائدے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور خلیفہ کا انتخاب کسی جماعت نے نہیں کیا تھا بلکہ انہیں وراثت میں ملا تھا۔ اس لیے اس وقت لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگیا تھا اور کہتا تھا کہ ہم روحانی لوگ ہیں اور انہوں نے لوگوں کو سکھایا کہ اصل میں تمہارے دین کی روح کیا ہے؟ اور نماز کی روح کیا ہے؟ اور تمہیں نماز پڑھنی چاہئے اللہ کے سامنے کیسے جھکنا چاہئے؟ آپ کو قرآن پاک میں دیے گئے احکامات پر عمل کیسے کرنا چاہئے؟ تو یہ اس طرح شروع ہوا اور وہ قرآن پاک کی تعلیم کے مختلف طریقے بتانے لگے۔ لیکن اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کے بعد جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دین اسلام کو زندہ کرنے کے لیے تشریف لائے۔ اب کسی صوفی کی ضرورت نہیں۔ کسی اور کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنے خطبہ میں آیت اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کی تفسیر بیان کی۔ اس کے بعد ایک نو مبائع عرب احمدی نے ایک خط لکھا اور بتایا کہ میں تصوف کا پیرو تھا اور آپ کا خطبہ سن کر اب میں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑا کوئی صوفی نہیں ہے اور اب خلافت احمدیہ ہی خلافت حقہ ہے اور خلافت راشدہ ہی ہے تو جب تک خلافت احمدیہ رہے گی کسی صوفی کی ضرورت نہیں ہے۔ تو یہ ماضی کا تقاضہ تھا، اب حال کا نہیں ہے۔

• ایک واقفہ نو سجیلہ احمد نے سوال کیا کہ میں ایک واقفہ نو ہوں اور ایک واقف نو بیٹے کی والدہ بھی ہوں۔ اپنے بیٹے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے کہ وہ بڑا ہو کر اپنا وقف کا عہدہ نبھائے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کی عمر کیا ہے؟ والدہ نے جواب دیا تقریباً پندرہ ماہ۔ پھر حضور نے فرمایا کہ پہلی بات یہ ہے کہ آپ اپنی پانچوں نمازوں میں اس کے لیے دعا کریں اور اس کے لیے دو رکعت نفل پڑھیں، اللہ اسے حقیقی وقف نو بنائے اور پھر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو آپ اسے قرآن کریم پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم سکھائیں۔ آپ کو اپنی مثال بھی دکھانی چاہئے۔ میاں بیوی دونوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے سامنے اپنی مثال قائم کریں تاکہ وہ جان لیں کہ ہمارے والدین ہمیشہ روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ وہ قرآن پاک کے معنی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ قرآن کریم اور اسلام کی تعلیم کی مکمل مثال ہیں اور وہ اسلام احمدیت کے سچے پیروکار ہیں اور پھر جب بچے اس ماحول میں تربیت پائیں گے تو وہ ایک اچھے وقف نو بن جائیں گے۔

• ایک واقفہ نو امۃ النور ردا نے سوال کیا کہ احمدی لڑکی کو دوستوں کے ساتھ باہر جاتے ہوئے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے ؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ باہر کہاں جا رہی ہیں؟ اگر رات گزارنی ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر دن کے وقت ہو تو پھر ٹھیک ہے آپ جا سکتی ہیں۔ اگر آپ باہر جا رہی ہیں تو بس یاد رکھیں کہ احمدی لڑکی کی حیثیت سے آپ کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ پہلے فجر کی نماز پڑھیں۔ قرآن کریم کے ایک حصہ کی تلاوت کریں اور پھر باہر نکلیں۔ جب ظہر یا عصر کی نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھیں۔ اگر مغرب عشاء کا وقت آ جائے تو نماز پڑھ لیں۔ ہمیشہ باوقار انداز میں بات کریں۔ نامناسب باتیں نہ کیا کریں۔ کوئی احمدی لڑکا یا لڑکی نہ مناسب باتوں میں ملوث نہ ہو اور اگر آپ اپنی مثال قائم کریں گی تو لڑکیاں جان جائیں گی کہ اگر آپ نے روحانیت اور دین کو سیکھنا ہے تو آپ امۃ النور سے جا کر سیکھیں۔

• ایک واقفہ امۃ النور زین وہاب کریم کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں! اگر نسلی اور بین الثقافتی شادیاں ہوں

تو یہ اچھی بات ہے۔ لیکن دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کے ساتھ برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ ایسے ساتھی کا انتخاب کریں جو روحانی طور پر اچھا ہو۔ جو اچھی مذہبی معلومات رکھتا ہو۔ ایک پختہ مسلمان ہو۔ اگر آپ دین کو ترجیح دیں گے تو پھر آپ کسی سے بھی شادی کر لیں آپ شریک حیات کے ساتھ اپنی زندگی کا لطف اٹھائیں گے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی بھی پرفیکٹ نہیں ہوتا۔ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خامیاں ہوتی ہیں۔ برداشت کا مطلب اپنی آنکھیں، کان اور منہ بند کرنا ہے۔ اپنے ساتھی میں عیب تلاش مت کرو، ان کے بارے میں کوئی بری بات نہ سنو اور ایک دوسرے کو برا نہ کہو۔ اگر احمدیت میں مختلف ثقافتیں آپس میں مل جائیں تو یہ اچھی بات ہے۔ یہی احمدی ماحول ہوگا اور یہی وہ ماحول ہے جو ہمیں پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسئلہ تب آتا ہے جب ہم رشتہ ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں تو ہم دنیاوی فوائد کو مدنظر رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ لڑکا بہت کماتا ہے اچھی جاب ہے۔ لڑکی بہت اچھی کماتی ہے۔ اس لئے ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بجائے ہمیں یہ دیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اخلاق کیسے ہیں۔ دینی حالت کیسی ہے۔

• ایک واقفہ نو رامیہ چوہدری نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ میں روس میں اپنی جماعت کو ریت کے ذروں کی طرح دیکھتا ہوں اس کو پورا کرنے کے لئے ایک وقف نو کیا کر سکتا ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ آپ وقف نو ہیں اور آپ کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ آپ کے فرائض کیا ہیں۔ میں نے تقریباً پانچ سات سال قبل کینیڈا میں وقف نو کے فرائض کے بارے میں ایک بہت مفصل خطبہ دیا تھا۔ پہلے اپنی مثال قائم کرو۔ روحانی اور اخلاقی مثال قائم کریں ا۔ ور ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور پھر آپ کا کام بھی تبلیغ کرنا ہے۔ اس لیے اگر آپ کو روس جانے کا موقع ملتا ہے، اللہ کرے کہ ہم اس جنگ سے بچ جائیں تو اس کے بعد میرے خیال میں روسی بھی کوئی ایسا نظام تلاش کرنے کی کوشش کریں گے جو ان کے لیے اچھا ہو۔ اور اس وقت ہمیں ان کو تبلیغ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پہلی چیز اپنی اصلاح ہے اور دوسری بات تبلیغ کرنا ہے۔

• ایک واقفہ نو فاطمہ ظفر نے سوال کیا کہ میں ایک نرس بننے کی کوشش کر رہی ہوں کیا یہ فیلڈ جماعت کی خدمت کرنے کے لیے اچھی فیلڈ ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو بھی فیلڈ انسانیت کے لیے اچھی ہو وہ اچھی ہے۔ اگر آپ اس فیلڈ میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں تو جماعت کی خدمت بھی کر رہے ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹر ہیں، نرس ہیں یا کوئی اور خدمت جس سے آپ انسانوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں تو یہ واقفات نو کے لیے اچھی فیلڈ ہے۔ لیکن آپ کا اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ آپ اپنی اصلاح کریں۔ اپنے آپ میں بڑی تبدیلی آنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے گہرا تعلق ہونا چاہئے۔ آپ کو روحانی اور اخلاقی طور پر دوسروں کے لئے ایک مثال بننا چاہئے۔

• ایک واقفہ نو ہبۃ السبوح ہارون ملک نے سوال کیا کہ اچھے دوست بنانے کے لئے اور اچھے دوست بننے کے لیے حضور انور کی کیا نصیحت ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ ایک احمدی لڑکی ہیں، ایک احمدی مسلمان لڑکی کی حیثیت سے آپ اچھے اور برے میں فرق جانتی ہیں۔ آپ اپنے فرائض جانتی ہیں کہ اللہ کے احکامات کیا ہیں۔ آپ جانتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دو مقاصد کے لئے دنیا میں ظاہر ہوئے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اگر آپ یہ سب کچھ کر رہی ہیں تو آپ ایک اچھی لڑکی ہیں۔ اگر آپ میں یہ خوبیاں ہیں تو جب آپ دوست بنائیں گی تو آپ ان لڑکیوں کو دوست بنائیں گی جو اچھی فطرت کی ہوں۔ آپ کبھی بھی بری لڑکیوں سے دوستی کرنے کی کوشش نہیں کریں گی۔ اور وہی چیز آپ پر بھی لاگو ہوگی۔ جب آپ میں یہ تمام خوبیاں ہوں گی تو لڑکیاں آپ کو اچھا دوست سمجھیں گی۔

• ایک واقفہ نو ملاحت خان نے یہ سوال پوچھا کہ اس معاشرے میں ماں لڑکوں کی پرورش کیسے کرے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ بچے کی پرورش کیسے کی جائے تو آپ کے لئے بھی یہی رہنمائی ہے۔ اگر آپ اس رہنمائی پر عمل کریں جو میں نے پہلے دی ہے تو یہ آپ کے لئے بہتر اور فائدہ مند ہوگا۔

واقفین نو کی کلاس

• بعد ازاں سات بجے پروگرام کے مطابق واقفین نو کی حضور انور کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ 24 جماعتوں سے 92 واقفین نو شامل ہوئے۔

• کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم ولید احمد صاحب نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کا اردو ترجمہ عزیزم لبیب احمد زاہد نے پیش کیا۔

• بعد ازاں عزیزم اسامہ ظفر اعوان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی۔

حدیث مبارکہ کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم احد احمد خان نے پیش کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح روئے زمین میں اسے مقبولیت حاصل ہوجاتی ہے۔

اس کے بعد عزیزم قمر احمد خان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے آخر بے ایمان رہے۔ ان کو سچی محبت اور اخلاص پیدا نہ ہوا۔ اس لیے ظاہری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ان کے کام نہ آیا۔ تو تعلقات کو بڑھانا بڑا ضروری امر ہے۔ اگر ان تعلقات کو وہ طالب نہیں بڑھاتا اور کوشش نہیں کرتا تو اس کا شکوہ اور افسوس بے فائدہ ہے۔ محبت و اخلاص کا تعلق بڑھانا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ اس انسان (مرشد) کے ہم رنگ ہو طریقوں میں اور اعتقاد میں۔ نفس لمبی عمر کے وعدے دیتا ہے۔ یہ دھوکا ہے عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی راست بازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہئے اور صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 5)

• اس اقتباس کا انگریزی ترجمہ عزیزم فائز احمد نے پیش کیا۔

• اس کے بعد عزیزم جلیس احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

خوش الحانی سے پیش کیا اور اردو نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزم عازش احمد غنی نے پیش کیا۔

واقفین نو کے حضور انور سے سوالات اور ان کے جوابات

• ایک واقف نو نعمان احمد فرید نے یہ سوال کیا کہ میرے خطوط کے بہت سے جوابات میں حضور نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ نماز میں پابندی اور تلاوت قرآن کریم کامیابی کی کنجی ہیں۔ تو Elon Musk اور Jeff Bezos جو نماز نہیں ادا کرتے اور ذکر الٰہی نہیں کرتے اتنے کامیاب اور دولت مند کیوں ہیں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ میں نے اپنے پچھلے خطبہ جمعہ میں ہی اس بارے میں بیان کیا تھا۔ ان دنیاوی لوگوں کی زندگی کا مقصد ایک دنیاوی مقام حاصل کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اس وقت شیطان نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ وجہ اس کا تکبر اور اس کی دنیاوی خواہشات تھیں اور پھر اس نے اللہ کو چیلنج کیا کہ اکثر لوگ میری پیروی کریں گے اور میں انہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دوں گا اور اللہ نے یہ نہیں

فرمایا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ چند لوگ ایسے ہوں گے جو نیک ہوں گے۔ وہ میرے انبیاء کو تسلیم کریں گے۔ اگرچہ تعداد میں کم ہوں گے لیکن آخر کامیاب ہوں گے اور تم ان پر غلبہ نہیں پاؤ گے۔

• حضور انور نے فرمایا:

آپ کا مقصد دنیاوی خواہشات کی پیروی نہیں ہے، آپ کا مقصد اللہ کی محبت حاصل کرنا ہے اور ایک مومن متقی ہمیشہ موت کے بعد کی زندگی کے لئے اللہ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ نیک انسان کو آخرت میں اجر ملے گا اور ان دنیاداروں کو دنیا میں ہی اجر ملے گا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی دائیں آنکھ اندھی ہے۔ دینی علم کی آنکھ اندھی ہے۔ ان کی بائیں آنکھ کام کر رہی ہے تا کہ وہ دنیاوی معاملات میں بڑھیں۔ اس لیے اگر آپ کی خواہش صرف دنیاوی فائدے کی ہے تو یقیناً آپ اللہ اور اسلام کو چھوڑ کر جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو یقین ہے کہ موت کے بعد زندگی ہے اور وہ ابدی زندگی ہے تو آپ کو اللہ کی محبت یہاں دنیا اور آخرت میں حاصل ہوگی۔ کیا آپ اسکول نہیں جا رہے ہیں؟ کیا آپ اپنی پڑھائی میں اچھے ہیں؟ کیا آپ کو اپنی دنیاوی ضروریات حاصل کرنے کے لیے کسی پریشانی کا سامنا ہے؟۔ آپ کو روزانہ کا کھانا مل رہا ہے آپ ناشتہ کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اس لئے دنیا کی ہر چیز آپ کے لیے دستیاب ہے اور آپ دعا کر رہے ہیں۔

• حضور انور نے دریافت فرمایا آپ مستقبل میں کیا بننا چاہتے ہیں؟

اس پر واقف نو نے جواب دیا کہ ’’دل کا سرجن‘‘

• اس پر حضور انور نے فرمایا اس لئے اگر آپ نے یہ ہدف حاصل کرلیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اپنی دنیاوی خواہش حاصل کرلی ہے اور اس کے علاوہ روزانہ پانچ بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے آپ کو آخرت میں اجر ملے گا۔ جب کہ ان لوگوں کو یہ کبھی نہیں ملے گا۔ لہٰذا یہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو انتخاب کرنا ہے۔ آپ دونوں اجر چاہتے ہو یا صرف ایک۔ محض اس دنیا کے یا دنیا اور آخرت دونوں کے اجر۔ تو ہم ان لوگوں سے بہتر ہیں وہ صرف دنیاوی فائدے حاصل کر رہے ہیں اور ہمیں اللہ نے بتایا ہے کہ ہمیں دنیا اور آخرت میں فائدہ ملے گا۔ بس ہمارا مقصد دنیا نہیں ہے۔ مومن کا مقصد اللہ کی محبت حاصل کرنا ہے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے آپ کو روحانی معیار کی بلندی اور انسانیت کی خدمت کے لئے بھی محنت کرنی ہوگی۔

• ایک واقف نو عزیزم دانیال جنجوعہ نے یہ سوال کیا کہ واقفین نو کو کون سے پیشوں یا خاص فیلڈ کا انتخاب کرنا چاہیے؟ کیا انہیں اپنے ذاتی مفادات پر جماعت کے تقاضوں کو ترجیح دینی چاہیے؟

• اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا آپ کی ذاتی دلچسپی کیا ہے؟ اگر آپ جماعت کی مدد اور مسجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لئے اور اچھی جگہ پلاٹ حاصل کرنے کے لیے ریئل اسٹیٹ ایجنٹ پیشہ کا انتخاب کرتے ہیں تو یہ آپ کے لئے اچھا ہے۔

آپ وقف نو ہیں تو وقف کا مطلب ہے کہ آپ کو اللہ کی راہ میں کام کرنا پڑے گا۔ وقف نو ہونے کے ناطے آپ کی اولین ترجیح ہونی چاہئے کہ وہ کیریئر چنیں جو جماعت کے لیے زیادہ فائدہ مند ہو اور اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ یہ فرض ادا نہیں کر سکتے اور آپ وقف کی اس شرط کو پورا نہیں کر سکتے تو آپ جو چاہیں کریں۔ لیکن اس کے لیے آپ کو مرکز سے اجازت لینی پڑے گی۔ مجھے لکھو پھر میں آپ کو بتا دوں گا۔ لیکن اگر آپ ریئل اسٹیٹ ایجنٹ بننا چاہتے ہیں تو کم از کم آپ دین سیکھیں اور اپنے دینی علم میں اضافہ کریں اور دین کے بارے میں مزید جانیں، نماز پڑھیں، قرآن کریم پڑھیں، قرآن کا مطلب سیکھیں اور پھر اسلام کی تبلیغ کریں۔ اپنے بزنس کے دوران بھی آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ کافی تعداد میں لوگ آپ کے پاس آئیں گے۔ اس لیے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ براہ راست جماعت کے تحت کام کرتے ہیں یا بلا واسطہ جہاں بھی کام کریں لیکن آپ کا اصل مقصد اللہ کے پیغام کی تبلیغ ہونا چاہئے۔ آپ کو اللہ کے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اور دین کے بارے میں مزید جاننے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اپنی پانچ نمازیں پڑھ کر اللہ کے ساتھ اچھا تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

• ایک واقف نو عزیزم رمیس مرزا نے یہ سوال پوچھا کہ میں نماز پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ لیکن زیادہ تر میں اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے ان چیزوں کے کرنے کی پابندی ہے۔ اس لئے نہیں کہ مجھے یہ پسند ہیں میں ان چیزوں سے محبت کرنا اور ان چیزوں میں خوشی محسوس کرنا کسی سے سیکھوں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ فجر کی ادائیگی میں کتنا وقت لگاتے ہیں؟ کیا نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں کبھی اللہ کے سامنے رونے کا موقع ملا ہے؟ کیا نماز پڑھتے ہوئے آپ کے دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے؟ ضروری نہیں کہ ہر وقت ایک ہی معیار کی نماز پڑھو۔ اتار چڑھاؤ انسانی فطرت کا حصہ ہے لیکن اگر آپ ایک بار نماز پڑھنے کی لذت چکھ چکے ہیں تو مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو اس قسم کا سوال اٹھانا چاہئے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ نماز پڑھتے ہیں، آپ نے اپنے سجدے کا لطف اٹھایا اور اطمینان محسوس کیا۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ نماز کے بعد آپ کے دل میں اطمینان پیدا ہوا۔

اس پر واقف نو نے جواب دیا کہ سکون اور اطمینان تو ہے لیکن اکثر مجھے یہ لگتا ہے کہ میں مجبوراً کر رہا ہوں۔

• اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنی دن کی تمام نمازوں کے لئے زیادہ سے زیادہ 40-45 منٹ صرف کرتے ہیں۔ جبکہ ہوم ورک کے لیے اسکول کے بعد اپنی پڑھائی کے لئے آپ دن میں دو یا تین یا چار گھنٹے پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اپنی نمازوں کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں۔ یہ ایک Process ہے۔ اس میں وقت لگے گا۔ اگر آپ نماز جاری رکھیں تو سجدے میں اللہ سے یہ مانگیں کہ **’’میرے روحانی درجات کو بڑھادے میرے دل میں اطمینان عطا فرما اور مجھے ہمیشہ اپنے قریب رکھ۔‘‘** اگر آپ اس طرح اللہ کا قرب حاصل کرتے رہیں اور اس سے مانگتے رہتے ہیں تو ایک دن آپ زیادہ اطمینان محسوس کریں گے۔ یہ ایک Process ہے۔ انبیاء کو بھی 25 سال کی عمر میں نہیں بلکہ چالیس سال کی عمر میں نبوت کا درجہ مل جاتا ہے، اس لیے آپ کو ثابت قدم رہنا چاہئے۔ آپ محسوس کریں گے کہ آپ کا اللہ سے اچھا تعلق اور آپ اللہ سے دعا کے بغیر نہیں جی سکتے۔

• ایک واقف نو عزیزم عبدالمقیط خان نے یہ سوال کیا کہ مجھے جامعہ کی تیاری کے لیے کیا کرنا چاہئے؟ جہاں جانے کی اپنی خواہش پر پورا اترنے کے لیے میں کون سی دعائیں پڑھوں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کیا آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، آپ کو نماز کے معنی معلوم ہیں، سجدے میں اللہ سے اچھے مربی بننے کے لئے دعا کرتے ہیں، کیا آپ قرآن کریم پڑھنا جانتے ہیں، کیا آپ روزانہ تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ روزانہ ایک یا دو رکوع پڑھیں اور اس کے معنی بھی جاننے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ کیا آپ کے اخلاق اچھے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کا کچھ حصہ روزانہ پڑھنے کی کوشش کریں۔ Essence of Islam کتاب سے اقتباسات پڑھا کریں۔ جس مضمون کو آپ پڑھ رہے ہیں اسے جذب کرنے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ تب آپ کو معلوم ہوگا کہ دین کیا ہے۔ آپ کو سورۃ فاتحہ کا مطلب معلوم ہونا چاہئے۔ قرآن پاک پڑھیں۔ یہ جامعہ کے طالب علم کے لئے بنیادی طور پر ضروری ہے۔ اور آپ کو احمدیت کے بارے میں عمومی علم ہونا چاہئے۔ آپ کو احمدیت کے بارے میں مزید جاننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کب مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، آپ نے پہلی بیعت کب لی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کب پیدا ہوئے۔ احمدیت کی تاریخ کا علم ہونا چاہئے۔ **یہ دعا بھی پڑھا کریں رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ مجھے یہ دعا پسند ہے اور آپ کو بھی پڑھنی چاہئے۔**

• ایک واقف نو عزیزم سلطان خلیل الرحمٰن نے سوال کیا کہ مفید ہنر کیا ہیں جو جماعت کے نوجوان ممکنہ جنگ کی تیاری کے لیئے سیکھ سکتے ہیں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا نوجوان ہوں یا بوڑھے۔ سب سے پہلے آپ کو دعا کرنی چاہئے کہ آپ کی زندگی میں جنگ کا کوئی ایسا واقعہ نہ ہو، کم از کم اس میں تاخیر ہو جائے۔ تو دوسری بات یہ کہ آپ اپنے آپ کو اسلام کی تبلیغ کے لیے تیار کریں اور یہ عہد کریں کہ جب آپ بڑے ہو جائیں گے تو اسلام کا پیغام پھیلائیں گے۔ نیز اگر آپ لوگوں کو یہ سمجھا دیں کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور انہیں زندگی کیسے گزارنی چاہئے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تو پھر کم از کم اگر جنگ کے امکان سے مکمل طور پر چھٹکارہ حاصل نہ بھی کیا جا سکے تو اس میں کچھ وقت کے لئے تاخیر ہو سکتی ہے۔ **میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہر خاندان کو اپنے گھر میں کچھ مہینوں کے لئے راشن بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔** نوجوان بھی اپنے گھر والوں کی مدد کریں اور اللہ سے دعا بھی کریں۔ اگر آپ کا مطلب ہے کہ ہم دنیا کو جنگ سے کیسے بچا سکتے ہیں تو اللہ سے دعا کریں کیونکہ اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر دنیا خود کو تباہ کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے اور لیڈر سمجھدار بننے کی کوشش نہیں کر رہے تو آپ کچھ نہیں کر سکتے صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔

• ایک واقف نو ابراہیم سید احمد نے یہ سوال پوچھا کہ جب ہمارے دوست اور کلاس فیلو ہمارے عقائد اور اخلاق کو ناپسند کرتے ہیں اور پھر ہمیں طعنہ بھی دیتے ہیں تو ہم ان کے سامنے اپنی شناخت کیسے برقرار رکھ سکتے ہیں اور اپنے مذہب کا دفاع کیسے کر سکتے ہیں؟

• اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: بات یہ ہے کہ خود اعتمادی ہونی چاہیے۔ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہم ٹھیک ہیں یا غلط ہیں۔ ان کے مذاق کو کچھ نہ سمجھو بلکہ الٹا تم ان کو کہو کہ ہم تو ٹھیک ہیں تم اپنے آپ کو کیوں تباہ

وبرباد کر رہے ہو۔ آپ میں اعتماد ہونا چاہئے۔ جب ہم ٹھیک ہیں اور ہمارا Claim ہے کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے پھر کیوں فکر کرتے ہو۔

خلیفۃ المسیح کے لئے کیا دعا کریں

• ایک واقف نو عزیزم روحان الرحمٰن ظفر نے یہ سوال کیا کہ جب ہم خلیفۃ المسیح کے لیے دعا کرتے ہیں تو خاص طور پر کیا دعا کرنی چاہئے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا **آپ دعا کریں کہ اللہ خلیفۂ وقت کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں مدد فرمائے تا کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کے کندھوں پر جو ذمہ داریاں ڈالیں ہیں وہ صحیح طریقے سے ادا ہوں۔ اللہ خلیفۂ وقت کو طاقت اور صحت دے تا کہ وہ اسلام اور احمدیت کے لئے بھر پور طریقہ سے اپنے فرائض کی بجا آوری کر سکے۔ یہ دعا کرو کہ خلیفۂ وقت کے ذہن میں جو بھی منصوبے ہوتے ہیں وہ اللہ کی مدد سے کم سے کم وقت میں اور بہترین طریقے سے مکمل ہوں۔ یہ دعا کرو کہ اللہ اسے مددگار یعنی سلطان نصیر عطا فرمائے تا کہ مددگاروں کی ٹیم بھی خلیفۂ وقت کی مدد کر سکے۔ یہ دعا کرو اللہ ہمیں خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر بنائے کہ وقف نو کے طور پر ہم خلیفۂ وقت کے کاموں پروگراموں اور منصوبوں کی تکمیل میں خلیفہ کی مدد کرکے اپنے فرائض بھی ادا کریں۔**

• ایک واقف نو مشہود احمد نے یہ سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب رسالہ وصیت میں یہ لکھتے ہیں کہ جو وصیت کرتا ہے اسے اپنی دولت کا کم از کم دسواں حصہ لینا چاہئے اگر میں طالب علم ہوں تو کیا میں وصیت کر سکتا ہوں؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا کیا آپ کو کچھ جیب خرچ ملتا ہے۔ طلبا کو اپنی جیب سے وصیت کرنے کی اجازت ہے۔ نیز اگر آپ کو ایک سو ڈالر یا پچاس ڈالر ملتے ہیں تو آپ اس کا دسواں حصہ دے سکتے ہیں اور جب آپ اپنی پڑھائی مکمل کر کے اچھی جاب حاصل کرلیں اللہ آپ کو اچھی نوکری دے آپ اپنا چندہ اپنی تنخواہ کے مطابق ادا کریں۔ طلبا اپنی جیب خرچ سے وصیت کر سکتے ہیں۔

• ایک واقف نو عزیزم توفیق خالد احمد نے یہ سوال کیا کہ حضور انور کا کیا مشورہ ہے کہ مالی مشکلات میں بھی چندہ کی ادائیگی کیسے جاری رکھی جائے ؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کافی صحت مند لگتے ہیں آپ دن میں تین بار یا کتنی بار کھاتے ہیں۔ ان تینوں وقتوں میں آپ اطمینان سے کھاتے ہیں۔ آپ موصی بھی ہیں۔ آپ کام بھی کر رہے ہیں۔ میں آپ سے آمدنی نہیں پوچھنا چاہتا لیکن آپ کو قربانی اور وصیت کی اہمیت معلوم ہونی چاہئے۔ آپ اپنے کھانے پر روزانہ کتنے پیسے خرچ کرتے ہیں ؟

اس پر واقف نو نے بتایا کہ پچاس ڈالرز اور حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ باہر سے بھی کھاتا ہوں اور روزانہ 10 ڈالر خرچ کرتا ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا آپ باہر سے کھائے بغیر جی سکتے ہیں کیونکہ آپ کے گھر میں کھانا ہے۔ تو اگر آپ باہر سے جنک فوڈ پر 10 ڈالر خرچ نہیں کرتے تو آپ کو روزانہ 10 ڈالر کی بچت ہو گی۔ تو آپ 25 دنوں میں 250 ڈالرز کی بچت کریں گے اور 12 مہینوں میں آپ 3000 ڈالرز کی بچت کریں گے۔ اس طرح کم از کم صرف باہر کا کھانا بند کر کے آپ سالانہ تین ہزار ڈالر بچا سکتے ہیں۔ اس لئے آپ فیصلہ کریں کہ اللہ کی راہ میں مال کی قربانی آپ کی زندگی میں کتنی اہم ہے۔ قربانی کا مطلب ہے اپنی ذاتی خواہشات کو چھوڑنا اور اپنی پسند کی چیز ترک کرنا تا کہ اللہ آپ کو اس کے بدلہ میں جزا دے۔

• حضور انور نے فرمایا میں نے قربانی کے بارے میں یوکے میں خدام یا انصار کے اجتماع سے خطاب بھی کیا تھا تو آپ اس خطاب کو سنیں۔ اس لیے اگر آپ قربانی کے معنی اور اہمیت جانتے ہیں تو آپ یہ سوال نہیں اٹھا سکتے کہ اگر ہم مالی مشکلات میں ہیں تو ہم چندہ کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی سے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کم نہیں کیا تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ مالی تنگی میں ہیں۔

• ایک واقف نو عزیزم منار احمد نے یہ سوال کیا کہ حضور کیا آپ کو لگتا ہے کہ Psychokinesis ممکن ہے؟ یعنی کہ صرف ذہنی کوشش سے اشیاء کو منتقل کرنے یا تبدیل کرنے کی طاقت ممکن ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا: ہاں یہ ممکن ہے۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ لیکن آپ نے واضح کیا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس شخص کے پاس وہ طاقت ہے جو خدا کے پاس ہے۔ آپ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو ارتکاز (Concentration) کی طاقت سے ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ اس میز کو نہ صرف ہلا سکتے ہیں بلکہ میز پر بیٹھے لوگوں کو بھی ہلا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک عارضی Process ہے۔ جب بھی وہ اپنا ارتکاز کھو دیتے ہیں تو یہ چیز رک جائے گی۔ اس موضوع پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ کچھ لوگوں کے پاس اس کی طاقت ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے پاس وہی حیثیت ہے جو نبی کو دی گئی ہے۔ ازالہ اوہام کتاب پڑھیں آپ کو اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوں گی۔

• ایک واقف نو عزیزم لبیب احمد زاہد نے یہ کہا کہ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ کیا اللہ حقیقی ہے؟ اللہ کے وجود کا یقین کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ جسمانی طور پر اللہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ نور ہے۔ کیا آپ روزانہ پانچ بار نماز پڑھتے ہیں؟ کیا آپ نے کبھی دعا کی قبولیت کا تجربہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ دعا قبول کر کے اپنے وجود اور اپنی ہستی کو ثابت کرتا ہے، ظاہر کرتا ہے۔ جب آپ اللہ سے دعا کرتے ہیں اور وہ اسے قبول کرتا ہے تو آپ کو واضح معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اللہ سے ہی اس دعا کی قبولیت سے ہے اور جب آپ نماز پڑھتے ہیں اور آپ سجدے میں ہوتے ہیں اور کبھی کبھار آپ بہت زور سے روتے ہیں اور آپ کو دل میں اطمینان ہوتا ہے اور آپ کو لگتا ہے کہ اب میری دعائیں قبول ہوگئی ہیں کہ اللہ میرا بھلا کرے گا۔ احمدیوں کا ہمیشہ اللہ کے ساتھ یہ تجربہ ہوتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی دعا کی قبولیت کا تجربہ کیا ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ تجربہ کیا ہے۔

تو اس پر حضور نے فرمایا کہ پھر آپ یہ سوال کیوں کر رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے خود آپ کو اپنا چہرہ دکھایا ہے۔ اس طرح اللہ اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ اس لیے اگر آپ کے پاس اس سلسلے میں کچھ اور سوالات ہیں تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔

اس پر واقف نو نے پوچھا لیکن کبھی کبھی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اور میری دعا پوری نہیں ہوتی۔

• اس پر حضور نے فرمایا یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ہر دعا قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ کبھی آپ کی کچھ دعائیں جو آپ مانگتے ہیں آپ کے لیے اچھی نہیں ہوتیں۔ لیکن وہ یہ دعائیں بھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اس دعا کا فائدہ آپ کے حساب میں جمع ہو جائے گا۔ جب بھی آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو گی اللہ آپ کو ان دعاؤں کا فائدہ دے گا۔

• ایک واقف نو عزیزم جاذب احمد بھٹی نے یہ سوال کیا کہ آج کے مادہ پرست معاشرے میں لڑکیوں کی اکثریت کیریئر کی طرف مائل ہے ایک ایسا واقف نو لڑکا جو ایک بااخلاق اور ایسی شریک حیات کی تلاش میں ہے جو اپنے کیریئر کی نسبت اپنے گھر کی طرف زیادہ توجہ دینے والی ہو۔ حضور انور کی اس کے بارے میں کیا نصیحت ہے؟

• اس پر حضور انور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب آپ شادی کے حوالہ سے کوئی رشتہ ڈھونڈ رہے ہیں تو آپ لڑکی کی خوبصورتی، اس کی دولت اور اس کی خاندانی حیثیت کی بنا پر شادی کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک متقی مومن کو ایسی لڑکی کا انتخاب کرنا چاہئے جو اچھی مومن بھی ہو، جو اپنے دین میں بہترین ہو۔ آپ نیک لڑکی چاہتے ہیں تو آپ کو خود بھی نیک ہونا پڑے گا۔ جب آپ خود روزانہ پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتے تو آپ نیک لڑکی سے شادی کی خواہش کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ دونوں روحانی اور دینی طور پر معیاری ہیں تو پھر گھر میں امن اور ہم آہنگی رہے گی اور آپ کی آنے والی نسلیں بھی اچھے ہاتھوں میں پرورش پائیں گی۔

• حضور انور نے واقفین نو کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام دنیاوی تعلیم اور اپنی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ پھر بھی ایک اچھے مسلمان بن سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے والدین نے آپ کو پیدائش سے پہلے ہی جماعت کی خدمت کرنے کے لیے پیش کیا تھا۔ اگر آپ ان کے وعدے کو پورا کرنا اور نبھانا چاہتے ہیں تو آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ وقف نو کے کیا فرائض ہیں؟ اور میں نے کینیڈا میں چند سال پہلے وقف نو کی ذمہ داریوں کے متعلق خطبہ جمعہ دیا تھا۔ اس خطبے میں جو میں نے ہدایات دی ہیں آپ ان پر عمل کریں۔ دوسری بات اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ وقف کی ذمہ داریاں نہیں نبھا سکتے تو آپ جو چاہے کریں۔ جو بھی معاملہ ہو آپ احمدی ہیں۔ روحانی اور اخلاقی معیار بڑھانا آپ کا فرض ہے اور دنیاوی تعلیم اور دنیاوی پڑھائی بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اللہ ہمیشہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ کبھی برا کام نہ کرو کیونکہ اگر آپ کو آخرت کی زندگی پر یقین ہے تو آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر آپ نے اچھا کام نہیں کیا تو آپ کو آخرت میں اس کی سزا مل سکتی ہے۔

• واقفین نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہ کلاس 8 بج کر 5 منٹ پر ختم ہوئی۔

• بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنے دفتر تشریف لے گئے۔

• ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الاکرام تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

صفیہ بشیر سامی۔ لندن

آخری گھر اللہ کا گھر

’’گھر‘‘ میرا گھر۔ یہ میں کسی کے گھر کو نہیں بلکہ اپنے ہی گھر کو لکھ رہی ہوں۔ کسی کو نہیں خود کو ہی گھر کی اہمیت بتانا چاہتی ہوں۔ بس اس بارے میں کچھ لکھنے کو دل چاہا اور لکھنے بیٹھ گئی ہوں۔ زندگی مُٹھی سے ریت کی طرح پھسلتی جا رہی ہے۔

میری پیدائش انڈیا میں ہوئی جہاں میرے والدین ہمارے دادا دادی کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ میں سات یا آٹھ سال کی تھی تو تقسیم برصغیر ہوگئی پاکستان آ کر میرے والدین مختلف شہروں میں اور مختلف گھروں میں رہائش پذیر رہے۔ غالباً 1952ء کے شروع میں میری اُمی جان نے ربوہ میں مستقل قیام فرمایا۔ پہلے تو کچھ عرصہ ہم کچی مٹی کے بنے ہوئے کرائے کے گھروں میں رہے۔ جہاں بارشوں، آندھیوں میں، بے شمار کالی چیونٹیوں ’’جن کے ریلہ سے زمین کالی ہو جاتی تھی‘‘ اور مچھروں کی خوفناک دھنوں اور حملوں کے ساتھ گزارا کرنا پڑا۔ یہ مچھر رات بھر تابڑ توڑ حملے جاری رکھتے کبھی اپنا وار خالی نہ جانے دیتے (مگر آج وہ میٹھی اور خوشگوار یادوں میں تبدیل ہو چکی ہیں جو بہت مزا دیتی ہیں اُن کو دہرانا بہت اچھا لگتا ہے) پھر اُمی جان نے ایک خطہ زمین خرید کر اُس پر اپنا گھر بنوا لیا یعنی ہماری فیملی کا گھر ہو گیا۔ جہاں ہم بہن بھائی اپنی اُمی جان کے ساتھ رہتے تھے۔ بہت خوشیوں بھرا گھر تھا بہنوں اور بھائی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور کھیل کود میں وقت گزر رہا تھا لیکن اکثر کسی نہ کسی ایسی بات پر جو اُمی جان کو پسند نہ آتی اُن سے یہ فقرہ ضرور سننے کو مل جاتا ’’جب اپنے گھر جاؤ گی پھر جو مرضی کرنا‘‘ یعنی وہ میرا گھر نہیں تھا۔ پھر واقعی ایسا ہی ہوا شادی ہوئی، پیا کے ساتھ سُسرال گئی۔ شوہر کا گھر بہت اچھا لگا۔ شوہر نے یہ کہا کہ دیکھو! اب یہ تمہارا گھر ہے اس میں جیسے مرضی رہو۔ لیکن یہ گھر بھی کمپنی والوں سے ملا ہوا تھا ہم اُس گھر میں رہتے ضرور تھے مگر گھر ہمارا نہیں تھا۔ چھ سات سال اُس کرایہ کے گھر میں محبت بھرا وقت گزارا۔ اُس گھر کو چھوڑ کر ہم لندن پہنچے۔ کچھ دن ایک کزن کے گھر میں گزارے پھر ایک اپنا گھر کرایہ پر لیا۔ پھر کونسل کے ذریعے ایک گھر حاصل کر کے اس میں آ گئے۔ بچے بڑے ہوتے گئے پھر اپنا گھر خرید لیا جو کہنے کو تو ہمارا گھر ہو گیا لیکن یقین کریں کبھی میں نے ایک بار بھی اپنی زبان سے یہ لفظ نہیں نکالا کہ یہ میرا گھر ہے۔ ہمیشہ یہ ہی بات ہوئی کہ یہ ہمارا گھر ہے سب کا گھر ہے گھر کسی ایک بندے کا نہیں پوری فیملی کا ہوتا ہے۔ جہاں ہم سب مل کر خوشیوں بھری زندگی گزارتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ بانٹتے ہیں۔ وہی گھر ہوتا ہے۔ ہاں بچے کہہ دیتے ہیں کہ یہ میرا گھر ہے کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں اُن کو ابھی ان پوشیدہ باتوں کا کچھ علم نہیں ہوتا کہ گھر ہے کس کا، بچوں نے والدین کے ساتھ ہی رہنا ہوتا ہے۔ جب 36 سال کی رفاقت کے بعد شوہر صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے تو گھر میرے نام ہو گیا یعنی کہ کاغذات پر اب میں اس گھر کی مالکہ ہو گئی جس سے مجھے کوئی خاص فرق تو نہیں پڑا۔ فرق پڑا تو یہ کہ اب میں ہر کام کے لئے ذمہ دار ٹھہری تب تک باقی بچے تو سب اپنے اپنے گھروں کے ہو چکے تھے ایک چھوٹا بیٹا میرے ساتھ تھا اُس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب مجھے وہ میرا ہی گھر کاٹنے کو آتا تھا۔ خالی گھر اب یہ گھر کم، سیمنٹ اور اینٹوں کا مکان زیادہ لگنے لگا۔ تنہائی، سناٹا اور اکیلا پن محسوس ہوتا تھا۔ پھر میں نے اپنے بیٹے کی شادی کر دی بہو کے آنے سے مکان پھر سے گھر لگنے لگا گھر میں رونق ہو گئی (ماشاءاللہ)۔ کچھ عرصہ بعد میری بہو اور بیٹے کو اپنا گھر چاہئے تھا۔ میں اب سوچنے لگی ’’اب میں کیا کروں‘‘؟ بہت سوچ بچار کے بعد یہی والا گھر میری رضامندی اور خواہش سے دو سال جو کاغذات پر میرا گھر بنا رہا تھا وہ اب میرے بیٹے اور بہو نے خرید لیا اور میں پھر ذمہ داری سے آزاد ہو گئی۔ بیٹے کی ماشاءاللہ فیملی بڑھنے لگی تو اُنہوں نے دوسرا گھر خرید لیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بہت اچھا اور خوبصورت گھر ہے اور میں اب گزشتہ 20 سال سے اپنی بہو اور بیٹے کے گھر میں اُن کے ساتھ بہت خوشی سے رہتی ہوں۔

گھر

وہ باپ کا ہو۔۔۔ یا شوہر کا۔۔۔ یا کہ۔۔۔ بیٹوں کا۔۔۔۔ مَیں ہر مکان کو۔۔۔ سمجھی کہ یہ میرا۔۔۔ اپنا ہی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! ان سب گھروں نے مجھے بے بہا

بقیہ صفحہ 8 پر

ایک سبق آموز بات

مجازی خدا

خاوند کو مجازی خدا کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ خدا تو نہیں ہے خدا والے حقوق اور اختیار رکھتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ بیوی مؤدب، فرماں بردار اور اطاعت گزار رہے۔ اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے خاوند بھی اپنے اندر خدا والی صفات پیدا کریں۔ بیویوں سے محبت سے پیش آئیں۔ رحمت اور نرمی کا سلوک کریں۔ مانگے بھی دیا کریں اور بن مانگے بھی دے دیا کریں۔ چھوٹے بڑے قصور درگزر کر دیا کریں۔ اس طرح انہیں جبر سے خود کو مجازی خدا نہیں منوانا پڑے گا بلکہ بیوی دلی محبت سے اطاعت کرے گی اور گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

7/نومبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:08	17:41
مدینہ منورہ	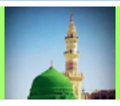	05:12	17:38
قادیان		05:23	17:34
ربوہ		05:06	17:14
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:36	16:27

فقہی کارنر

غیر اللہ کے لئے سجدہ

ظہر کے وقت حضور (حضرت مسیح موعود) علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے ایک خادم آمدہ از کشمیر نے سربسجود ہو کر خدا تعالیٰ کے کلام اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کو اس ظاہری الفاظ پر پورا کرنا چاہا اور نہایت گریہ زاری سے اظہار محبت کیا مگر حضور علیہ السلام نے اسے اس حرکت سے منع فرمایا اور کہا کہ ’’یہ مشرکانہ باتیں ہیں ان سے پرہیز چاہئے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 4/ مؤرخہ 18/ فروری 1905ء صفحہ 3)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)